اجابۃ السائلین

اجابۃ السائلین

کے نوٹس

محمد زاہد مسعود عفی عنہ دنیاپور





قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی اِثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً، کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوْا: وَمَنْ هِیَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ"

اَلسُّؤَالُ1: هَلْ قَوْلُ الْقَائِلِ: (لَوْلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَا خُلِقَتِ الدُّنْيَا وَلَا الْجَنَّةُ وَلَا النَّارُ وَلَا الْاَفْلَاكُ) صَحِيْحٌ وَلَا يَتَعَارَضُ مَعَ اُصُوْلِ الدِّيْنِ وَاَسَاسِيَّاتِهٖ؟ کیا یہ قائل کا قول (اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو دنیا، جنت، جہنم اور آسمان پیدا نہ ہوتے) صحیح ہے اور کیا یہ دین کے اصولوں اور بنیادوں سے متصادم نہیں ہے؟ ص 13

اَلْجَوَابُ: لَاشَكَّ اَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ صَحِيْحٌ صَادِقٌ، وَهُوَ ثَابِتٌ بِالْاَحَادِيْثِ الْمُتَعَدِّدَةِ، فَقَدْ رَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثًا مَرْفُوْعًا يُؤَيِّدُهٗ، وَلَفْظُهٗ: اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ ((قَالَ اللهُ: يَا مُحَمَّدُ لَوْلَاكَ مَاخَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ)) بے شک یہ قول حق، سچ ہے اور کئی احادیث سے ثابت ہے۔ دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسی حدیثِ مرفوع روایت کی ہے جو اس کی تائید کرتی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت پیدا نہ کرتا، اگر تم نہ ہوتے تو میں جہنم پیدا نہ کرتا۔ فَالْقَوْلُ الْمَسْئُوْلُ عَنْهُ لَايَتَعَارَضُ مَعَ اُصُوْلِ الدِّيْنِ وَقَوَاعِدِهٖ بَلْ هُوَ مُؤَيَّدٌ بِالرِّوَايَاتِ وَاَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ؛ زیر بحث بیان دین کے اصول و ضوابط سے متصادم نہیں ہے بلکہ اس کی تائید نامور علماء کی روایات اور اقوال سے ہوتی ہے۔

اَلسُّؤَالُ2: هَلْ نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرٌ اَمْ هُوَ بَشَرٌ؟ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں یا بشر؟ ص 14

اَلْجَوَابُ: اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ بِحَسَبِ ظَاهِرِهٖ كَمَا اَخْبَرَ بِهِ الْقُرْآنُ بِقَوْلِهٖ: ﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا﴾ [الاسراء: 93]، وَرُبَّمَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرٌ كَمَا قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ فِيْ تَفْسِيْرِ آيَةِ: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ [اَلْمَائِدَة ١٥] اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ النُّوْرِ هُوَ ذَاتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا فِيْ تَفْسِيْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَتَفْسِيْرِ الطَّبَرِيِّ وَالرَّازِيِّ وَالْبَيْضَاوِيِّ وَالْجَلَالَيْنِ وَالْخَازِنِ وَالنَّسَفِيِّ وَالصَّاوِيِّ وَغَيْرِهَا مِنَ الْكُتُبِ الْمُعْتَمَدَةِ وَلَا مُنَافَاةَ بَيْنَ الْبَشَرِيَّةِ وَالنُّوْرَانِيَّةِ كَمَا قَالَ الْعُلَمَاءُ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری صورت کے لحاظ سے بشر ہیں جیسا کہ قرآن مجید نے اپنے اس قول کے ساتھ خبر دی: "تم فرماؤ: میرا رب پاک ہے میں تو صرف اللہ کا بھیجا ہوا ایک بشر ہوں" اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس بات کا اطلاق کیا جا سکتا ہے کہ آپ "نور" ہیں جیساکہ مفسرین نے اس آیت (بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آگیا اور ایک روشن کتاب) کی تفسیر میں کہا ہے: بے شک "نور" سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، جیساکہ تفسیر ابن عباس، تفسیر طبری، تفسیر رازی، تفسیر بیضاوی، تفسیر جلالین، تفسیر خازن، تفسیر نسفی ،تفسیر صاوی اور دیگر معتبر کتابوں میں ہے اور بشریت اور نورانیت میں کوئی تضاد نہیں جیساکہ علماء نے فرمایا ہے۔

اَلسُّؤَالُ3: هَلِ النَّبِيُّ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ، وَمَا اَثَرُ تِلْكَ الْحَيَاةِ عَلَيْنَا فِيْ حَيَاتِنَا الدُّنْيَا؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں حیات ہیں اور اس حیات کا ہم پر ہماری اس دنیاوی حیات میں کیا اثر ہے؟ ص 16

اَلْجَوَابُ: حَيَاةُ الْاَنْبِيَاءِ بَعْدَ وَفَاتِهِمْ حَقٌّ صَحِيْحٌ ثَابِتٌ مِنَ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ وَالْاَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ فَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ (العمران: ١٦٩)، فَهٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلٰى حَيَاةِ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ بَعْدَ وَفَاتِهِمْ بِمَفْهُوْمِ الْمُوَافَقَةِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ اَوْلٰى بِتِلْكَ الْمَنْقَبَةِ مِنَ الشُّهَدَاءِ، وَتَدُلُّ عَلٰى حَيَاةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُمُوْمِ لَفْظِهَا وَذٰلِكَ اَنَّ اللهَ جَمَعَ لَهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الشَّهَادَةِ وَالنُّبُوَّةِ كَمَا صَحَّ ذٰلِكَ، قَالَ السُّيُوْطِيُّ: وَمَا نَبِيٌّ اِلَّا وَقَدْ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصْفَ الشَّهَادَةِ) فَيَدْخُلُوْنَ فِيْ عُمُوْمِ لَفْظِ الْآيَةِ؛ انبیاء کے وصال کے بعد ان کی حیات ثابت و صحیح ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبوی سے ثابت ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے" یہ آیت بطورِ مفہوم موافقت بعد از وصال تمام انبیاء کی حیات پر دلالت کرتی ہے کیونکہ انبیاء شہداء سے زیادہ اس فضیلت کے مستحق ہیں۔ یہ آیت اپنے الفاظ کے عمومیت کے ساتھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر دلالت کرتی ہے، یہ

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے شہادت اور نبوت کو جمع کر دیا، جیساکہ یہ ثابت ہے۔ علامہ (جلال الدین) سیوطی نے فرمایا: ہر نبی ہی نبوت کے ساتھ شہادت کے وصف کا جامع ہوتا ہے۔ پس انبیائے کرام علیہم السلام آیت کے عمومی معنیٰ میں داخل ہیں۔ وَمِنَ الْاَخْبَارِ الدَّالَّةِ عَلٰى ذٰلِكَ: مَا اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ عَنْ اَنَسٍ: ((اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ مَرَّ بِمُوْسٰى وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ)) وَاَخْرَجَ اَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ اَنَسٍ: ((اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ)) وَاَخْرَجَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ)) اس پر دلالت کرنے والی روایتوں میں سے وہ ہے جسے امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ((نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے)) ابویعلیٰ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ((نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں)) ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے))۔

فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ حَيَاةً حَقِيْقِيَّةً بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ يَعْبُدُ رَبَّهٗ وَيَرُدُّ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَيَشْفَعُ لِاُمَّتِهٖ وَيَدْعُوْ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كَمَا اَخْبَرَ بِهِ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ بِنَفْسِهٖ) وَاَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ وَالسَّلَفِ فِيْ اِثْبَاتِ حَيَاةِ الْاَنْبِيَاءِ كَثِيْرَةٌ لَاتَكَادُ تُحْصٰى؛ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روح اور جسم کے ساتھ اپنی قبر میں اصلی حیات سے حیات ہیں، اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور سلام کرنے والوں کو سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں، اپنی امت کی شفارش کرتے ہیں، ان کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں، جیساکہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود اس کی خبر دی ہے۔ انبیاء کی حیات کو ثابت کرنے والے علماء اور سلف صالحین کے اقوال بے شمار ہیں، تقریباً شمار نہیں کیے جا سکتے۔

اَلسُّؤَالُ4: هَلْ يُمْكِنُ فِعْلًا رُؤْيَةُ النَّبِيِّ اَثْنَاءَ الْيَقَظَةِ بَعْدَ وَفَاتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا حَقِيْقَةُ هٰذَا الْاَمْرِ؟ کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے وصال کے بعد بیدار ہوتے ہوئے دیکھنا ممکن ہے، اور اس معاملے کی حقیقت کیا ہے؟ ص 19

اَلْجَوَابُ: نَعَمْ! رُؤْيَةُ النَّبِيِّ اَثْنَاءَ الْيَقَظَةِ بَعْدَ وَفَاتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْكِنٌ بَلْ وَاقِعٌ لِبَعْضِ الصَّالِحِيْنَ وَلَا يُوْجَدُ مَانِعٌ عَقْلِيٌّ اَوْ شَرْعِيٌّ يَمْنَعُهَا وَمِنَ الْاَخْبَارِ الدَّالَّةِ عَلٰى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: ((مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقَظَةِ، لَايَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ)) جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے وصال کے بعد بیدار ہوتے ہوئے دیکھنا ممکن ہے بلکہ بعض صالحین کیلئے واقع ہے، اور ایسا کوئی عقلی یا شرعی مانع نہیں ہے جو اسے منع کرے۔ اس پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے وہ حدیث ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا کہ: ((جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب بیداری میں بھی مجھے دیکھ لے گا، شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا))۔

اَلسُّؤَالُ5: تَحْتَفِلُ الْاُمَّةُ الْاِسْلَامِيَّةُ بِالْمَوْلِدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيْفِ وَنَرٰى مَنْ يَعْتَرِضُ عَلٰى ذٰلِكَ الْاِحْتِفَالِ وَيَقُوْلُ: اِنَّهٗ بِدْعَةٌ، فَمَا حَقِيْقَةُ ذٰلِكَ؟ امت مسلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا جشن مناتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ اس جشن پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ ص 20

اَلْجَوَابُ: مَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ مِنْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ يَحْتَفِلُوْنَ بِمَوْلِدِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، وَلَهٗ اَصْلٌ ثَابِتٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَاَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ وَعَمَلِهِمْ وَلَوْلَا اَصْلٌ لَهٗ فِي الشَّرْعِ لَكَفٰى بِسُكُوْتِ الشَّرْعِ عَنْ مَنْعِهٖ؛ اہلِ اسلام (دنیا کے) مختلف خطوں اور شہروں میں ہمیشہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کا جشن مناتے آئے ہیں اور اس عمل کی اصل قرآن، سنت، علماء کے اقوال اور ان کے عمل سے ثابت ہے اور اگر اس کی اصل شرع میں نہ ہوتی تو اس کی ممانعت سے شرع کی خاموشی ہی (جواز کیلئے) کافی تھی۔ وَكَانَ الْاِحْتِفَالُ بِمَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ فِيْ عُصُوْرٍ مُخْتَلِفَةٍ بِصُوَرٍ مُخْتَلِفَةٍ اِمَّا

بِصِيَامٍ اَوْ بِعِتْقِ جَارِيَةٍ، اَوْ بِاِطْعَامِ طَعَامٍ اَوْ بِاِجْتِمَاعٍ عَلَى ذِكْرٍ اَوْ صَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سَمَاعِ شَمَائِلِهِ الشَّرِيْفَةِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کا جشن مختلف زمانوں میں مختلف صورتوں میں تھا۔ یا تو روزہ رکھ کر یا باندی کو آزاد کرکے یا لوگوں کو کھانا کھلا کر یا ذکر کی محفل سجاکر یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صفات سن کر اور قرآن کی تلاوت کرکے (انعقاد میلاد) تھا۔ وَعَدَمُ كَوْنِ الْاِحْتِفَالِ بِمَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ فِي الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى عَلٰى هَيْئَتِهِ الَّتِيْ وُجِدَتْ فِيْ اَيَّامِنَا لَايَجْعَلُهُ مَمْنُوْعًا لِمَا لَهُ اَصْلٌ ثَابِتٌ فِي الشَّرْعِ كَمَا لَايَجْعَلُ الْمُصْحَفَ الْمَوْجُوْدَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا مَمْنُوْعًا عَدَمُ كَوْنِهِ فِي الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى عَلٰى هٰذِهِ الْهَيْئَةِ مِنَ الْاِعْرَابِ، وَالرُّمُوْزِ، وَالنُّقُوْشِ وَالْاَحْزَابِ وَالرُّكُوْعَاتِ وَاَرْقَامِ الْاٰيَاتِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، وَكَذٰلِكَ الْاَمْرُ فِيْ جَمَاعَةِ صَلَاةِ التَّرَاوِيْحِ حَيْثُ لَمْ تَكُنْ فِي الْعَهْدِ النَّبَوِيِّ؛ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلادِ پاک کا ابتدائی صدیوں میں اس ہیئت پر نہ ہونا جس ہیئت پر ہم اپنے زمانے میں پاتے ہیں اسے ممنوع نہ کر دے گا اس وجہ سے کہ اس کی اصل شریعت میں ثابت شدہ ہے جیسے کہ ہمارے ہاں موجود مصحف (قرآن مجید) کا ابتدائی صدیوں میں اس ہیئت یعنی اعراب، رموز، نقوش، پارے، رکوع، آیات کی گنتی وغیرہ پر نہ ہونا اسے ممنوع نہ کر دے گا۔ اسی طرح نمازِ تراویح کی جماعت کا معاملہ ہے اس حیثیت سے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھی۔

وَاَمَّا اِنْكَارُ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ عَلَى الْاِحْتِفَالِ بِالْمَوْلِدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيْفِ فَلَيْسَ اِنْكَارًا لِاَصْلِ الْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ بَلْ لِمَا سَمِعُوْهُ اَوْ شَاهَدُوْهُ فِيْهِ مِنْ بَعْضِ الْمُنْكَرَاتِ مِنَ الْمَلَاهِيْ اَوِ الْمَلَاعِبِ اَوِ اخْتِلَاطِ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ فَنَحْنُ اَيْضًا نُنْكِرُ مِثْلَ هٰذِهِ الْاِحْتِفَالَاتِ الَّتِيْ تَشْتَمِلُ عَلٰى اَيِّ مُنْكَرٍ شَرْعِيٍّ سَوَاءٌ كَانَتِ الْاِحْتِفَالَاتُ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ اَوْ غَيْرِهِ؛ اور بہرحال میلاد النبی شریف کے جشن سے بعض علماء کا انکار کرنا تو وہ اصل میلاد شریف کا انکار نہیں بلکہ ان بعض برائیوں یعنی لہو و لعب یا عورتوں کے مردوں سے اختلاط کا انکار ہے جو انہوں نے سنیں یا دیکھیں، تو ہم بھی ان جیسے ان تمام جشنوں کا انکار کرتے ہیں جو کسی بھی شرعی برائی پر مشتمل ہوں، چاہے وہ میلاد شریف کے جشن ہوں یا اس کے علاوہ ہوں۔

اَلسُّؤَالُ6: هَلْ قَوْلُ اللهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ [النِّسَاءِ: ٦٤] بَاقٍ حُكْمُهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَوْ اَنَّهُ انْتَهٰى بِانْتِقَالِ النَّبِيِّ مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا؟ کیا اللہ تعالیٰ کے فرمان: "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پاتے" کا حکم قیامت تک باقی ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حیاتِ دنیا سے پردہ فرمانے پر ختم ہوگیا؟ ص 23

اَلْجَوَابُ: لَا شَكَّ اَنَّ حُكْمَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ بَاقٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكَيْفَ لَا وَالنَّبِيُّ اَكْبَرُ وَسِيْلَةِ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى فِي الدَّارَيْنِ لِاَنَّهُ رَحْمَةٌ مَحْضَةٌ عَلٰى اَنَّ الْاٰيَةَ مُطْلَقَةٌ لَيْسَ لَهَا مُقَيِّدٌ نَصِّيٌّ وَلَا عَقْلِيٌّ، فَلَيْسَ هُنَاكَ مَا يُقَيِّدُ مَعْنَاهَا بِحَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَوِيَّةِ. فَهِيَ بَاقِيَةٌ بِحُكْمِهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؛ کوئی شک نہیں کہ اس آیت کا حکم قیامت تک باقی ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں میں اللہ تعالیٰ کی طرف مخلوق کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپائے رحمت ہیں، نیز یہ آیت مطلق ہے، اس (کے معنٰی) کو کوئی نصی و عقلی مقید کرنے والا نہیں ہے، پس یہاں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اس کے معنٰی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے ساتھ مقید کر دے، پس اس کا حکم قیامت تک باقی ہے۔

فَالْعِبْرَةُ بِالْقُرْآنِ دَائِمًا بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ وَلَيْسَتْ بِخُصُوْصِ السَّبَبِ وَمَنْ زَعَمَ تَخْصِيْصَ تِلْكَ الْاٰيَةِ بِحَيَاتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بِذٰلِكَ السَّبَبِ فَعَلَيْهِ الدَّلِيْلُ، فَالْاِطْلَاقُ لَايَحْتَاجُ اِلٰى دَلِيْلٍ لِاَنَّهُ الْاَصْلُ. وَالتَّقْيِيْدُ هُوَ الَّذِيْ يَحْتَاجُ لِلدَّلِيْلِ وَهٰذَا مَا فَهِمَهُ الْمُفَسِّرُوْنَ الْتِزَامًا بِالْاَثَرِ وَقَدِ اسْتَدَلَّ بِتِلْكَ الْاٰيَةِ اَغْلَبُ الْفُقَهَاءِ عَلَى اسْتِحْبَابِ زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ قرآن مجید میں ہمیشہ اعتبار عمومِ لفظ کا ہوتا ہے، خصوص سبب کا نہیں اور جو شخص اس آیت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری یا اس سبب کے ساتھ خاص کرے اس پر دلیل لازم ہے، کیونکہ اطلاق دلیل کا محتاج نہیں ہوتا کیونکہ یہی اصل ہے اور تقیید ہی دلیل کی محتاج ہوتی ہے۔ یہ وہی بات ہے جو مفسرین نے حدیث پر عمل کرتے ہوئے سمجھی۔ اسی آیت کے سبب اکثر فقہاء نے نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے مستحب ہونے پر استدلال کیا ہے۔ وَقَدْ ذَكَرَهَا الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ أَيْضًا فِي "الْإِحْيَاءِ، وَأَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبُوْ جَعْفَرِ نِ الْمَنْصُوْرُ سَأَلَ الْإِمَامَ مَالِكًا: «أَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَأَدْعُوْ أَمْ أَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ الْإِمَامُ مَالِكٌ: وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ أَبِيْكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى اللهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَلِ اسْتَقْبِلْهُ وَاسْتَشْفِعْ بِهِ فَيُشَفِّعُهُ اللهُ. قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ "الْآيَةَ" فَكُنْ بِنَا قُدْوَةً مِثْلَ هٰذِهِ الْأَعْلَامِ؛ اور امام غزالی نے بھی اسے "احیاء العلوم" میں ذکر کیا ہے۔ اور امیر المؤمنین ابو جعفر منصور نے امام مالک سے پوچھا: کیا میں قبلہ رخ ہوکر دعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کرکے دعا کروں؟ تو امام مالک نے فرمایا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا چہرہ کیوں پھیرو گے؟ حالانکہ وہ تمہارا وسیلہ ہیں اور تمہارے والد آدم علیہ السلام کا بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔ بلکہ ان کی طرف رخ کرو اور ان کے وسیلے سے شفاعت طلب کرو، اللہ ان کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہوجاتے" پس ہمیں ان بزرگوں کی مثل رہنمائی کافی ہے۔

اَلسُّؤَالُ 7: هَلْ يَجُوْزُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ انْتِقَالِهٖ؟ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وصالِ ظاہری کے بعد دعاء میں وسیلہ بنانا جائز ہے؟ ص 26

اَلْجَوَابُ: اَلتَّوَسُّلُ فِي اللُّغَةِ مَا يُتَوَصَّلُ بِهٖ إِلَى الشَّيْءِ وَيُتَقَرَّبُ بِهٖ وَفِيْ عُرْفِ الشَّرْعِ مَا يُتَوَصَّلُ وَيُتَقَرَّبُ بِهٖ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى مِنَ الْأَعْمَالِ الْحَسَنَةِ وَالذَّوَاتِ الْمُقَدَّسَةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُلِّ حَسَنٍ. وَهُوَ مَشْرُوْعٌ ثَابِتٌ بِالْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَأَقْوَالِ السَّلَفِ وَعَمَلِهِمْ؛ توسل لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی شیء (مقصد) تک پہنچا جائے یا جس کے ذریعے قرب حاصل کیا جائے اور شریعت کی اصطلاح میں توسل وہ ہر بھلائی میں سے نیک اعمال، مقدس ہستیاں وغیرہ ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک پہنچا جائے اور قرب حاصل کیا جائے۔ یہ مشروع (جائز) ہے، قرآن وسنت، سلف صالحین کے اقوال و عمل سے ثابت ہے۔ فَقَدْ ذَكَرَ اللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى الْوَسِيْلَةَ فِيْ كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ فِيْ مَوْضِعَيْنِ، اَلْمَوْضِعُ الْأَوَّلُ يَأْمُرُ بِهَا قَائِلًا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوْٓا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾ [المائدۃ: ۳۵] وَالثَّانِيْ: يُثْنِيْ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَسَّلُوْنَ إِلَيْهِ فِيْ دُعَائِهِمْ. قَالَ تَعَالٰى: ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا﴾ [الاسراء: ۵۷] اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں دو جگہ وسیلہ کا ذکر فرمایا ہے، پہلی جگہ جس میں وہ (اللہ) فرماتے ہوئے حکم فرماتا ہے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ دوسری جگہ: وہ ان لوگوں کی تعریف فرماتا ہے جو اپنی دعاؤں میں انہیں (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو) وسیلہ بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ مقبول بندے جن کی یہ کافر عبادت کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔ وہ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

وَقَدْ وَرَدَ فِي الْأَحَادِيْثِ الْكَثِيْرَةِ ذِكْرُ التَّوَسُّلِ بِالصَّالِحِ وَالْحَسَنِ، فَمِنْهَا حَدِيْثُ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ الَّذِيْ فِيْهِ ذِكْرُ أَعْمٰى كَشَفَ اللهُ عَنْ بَصَرِهٖ حِيْنَ مَا أَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْعُوَ بِوَسِيْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهَا مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَيُسْقَوْنَ)) بہت سی احادیث میں صالح شخص اور حسنِ عمل کے ذریعے وسیلہ چاہنے کا ذکر ہے، تو ان میں سے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں ایک نابینا شخص کا ذکر ہے جس کی بینائی اللہ تعالیٰ نے اس وقت لوٹا دی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور ان میں سے وہ حدیث ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ((جب لوگ قحط میں مبتلاء ہوتے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے چنانچہ بارش خوب برستی۔

وَأَمَّا أَقْوَالُ السَّلَفِ فِيْ جَوَازِهٖ وَاسْتِحْبَابِهٖ فَكَثِيْرَةٌ وَالتَّبَرُّكُ وَالْاِسْتِمْدَادُ وَالْاِسْتِعَانَةُ كُلُّهَا نَوْعٌ مِّنَ التَّوَسُّلِ إِلَى اللهِ؛ اور بہرحال اس کے جائز اور مستحب

ہونے کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال کثیر ہیں۔ اور تبرک، استمداد و استعانت یہ سب اللہ کی طرف وسیلہ چاہنے کی اقسام ہیں۔

اَلسُّؤَالُ8: مَا حُكْمُ الْاِسْتِعَانَةُ وَالْاِسْتِمْدَادُ بِعِبَادِ اللهِ وَاخْتِيَارِ الْاَسْبَابِ الَّتِيْ سَبَّبَهَا اللهُ لِلْخَلْقِ وَمَا دَلَائِلُهَا؟ اللہ کے بندوں سے استعانت و استمداد اور ان اسباب کو اختیار کرنے کا کیا حکم ہے جنہیں اللہؐ نے سبب بنایا اور ان کے دلائل کیا ہیں؟ ص 30

اَلْجَوَابُ: اَلْاِسْتِعَانَةُ وَالْاِسْتِمْدَادُ هُوَ طَلَبُ الْعَوْنِ وَالْمَدَدِ۔ فَالْعَالَمُ وَذَرَّاتُهُ كُلُّهَا يَسْتَعِيْنُ بِاللهِ حَقِيْقَةً فِيْ كُلِّ حِيْنٍ وَآنٍ لِاَنَّ الْكُلَّ مُحْتَاجٌ اِلَى اللهِ وَقَائِمٌ بِاِقَامَةِ اللهِ اِيَّاهُ۔ وَمِنْ سُنَّةِ اللهِ اِقَامَةُ الْعَالَمِ وَمَدَدُهُ وَاِعَانَتُهُ بِسَبَبٍ مِنَ الْاَسْبَابِ الَّتِيْ خَلَقَهَا اللهُ هُوَ بِنَفْسِهِ فَنَحْنُ كَمَا نُؤْمِنُ بِاَنَّ اللهَ هُوَ الْمُسْتَعَانُ الْحَقِيْقِيُّ الْوَاحِدُ نُؤْمِنُ اَنَّ اللهَ هُوَ الْخَالِقُ لِلْاَسْبَابِ الَّتِيْ بِهَا قِوَامُ الْعَالَمِ وَمَا هُوَ مَوْجُوْدٌ فِيْهِ حَتّٰى يَأْتِيَ اَمْرُ اللهِ بِاِفْنَائِهِ؛ استعانت و استمداد کا مطلب ہے معاونت و مدد مانگنا۔ کائنات اور اس کے تمام ذرّات حقیقتاً ہر وقت و ہر آن میں اللہ سے مدد مانگتے ہیں کیونکہ ہر چیز اللہ کی محتاج ہے اور اللہ کے قائم کرنے سے قائم ہیں۔ جیسے یہ مانتے ہیں کہ اللہ ہی اکیلا حقیقی مددگار ہے ایسے ہی ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ اللہ ہی ان اسباب کا خالق ہے جن کی وجہ سے کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کا قیام ہے جب تک کہ حکمِ الٰہی اسے فناء کرنے کا نہ آجائے۔ فَالْمُسْلِمُ حِيْنَمَا اِسْتَعَانَ وَاسْتَمَدَّ بِخَلْقٍ مِنْ مَخْلُوْقِ اللهِ فَاِنَّمَا يَسْتَعِيْنُ وَيَسْتَمِدُّ بَعْدَ اِيْمَانٍ بِاَنَّ اللهَ هُوَ الْمُسْتَعَانُ الْمَالِكُ الْخَالِقُ الْحَقِيْقِيُّ، وَهٰذَا الَّذِيْ اِسْتَعَانَ بِهٖ هُوَ سَبَبٌ مَحْضٌ لَا تَاْثِيْرَ لَهٗ فِيْ دَفْعِ ضَرَرٍ اَوْ جَلْبِ نَفْعٍ اِلَّا بِخَلْقِ اللهِ؛ تو جب ایک مسلمان اللہ کی مخلوقات میں سے کسی ایک کے ذریعے مدد و معاونت طلب کرتا ہے تو وہ اس یقین کے بعد مدد و معاونت طلب کرتا ہے کہ اللہ ہی حقیقی مدد کرنے والا، مالک و خالق ہے۔ یہ شخص (و چیز) جس کے وسیلے سے وہ مدد طلب کرتا ہے خالصتاً ایک سبب ہے جس کا نقصان سے بچنے یا فائدہ پہنچانے میں سوائے اللہ کی تخلیق کے کوئی اثر نہیں ہے۔ وَلِهٰذَا اِذَا اتَّخَذَ الْمُسْلِمُ دَوَاءً لِدَفْعِ اَيِّ مَرَضٍ يَقُوْلُ: "اَللهُ الشَّافِيْ" فَاتِّخَاذُهُ الدَّوَاءَ سَبَبًا لِدَفْعِ الْمَرَضِ لَا يُنْكِرُهَا عَاقِلٌ بَعْدَ مَا يَعْتَقِدُهٗ سَبَبًا مَحْضًا، فَكَذَا كُلَّمَا اِتَّخَذَ مُسْلِمٌ سَبَبًا مِّنَ الْاَسْبَابِ الْمَخْلُوْقَةِ وَاسْتَعَانَ وَاسْتَمَدَّ مِنْهُ سَوَاءٌ كَانَ اِنْسَانًا اَوْ شَيْئًا اٰخَرَ وَجَبَ عَلَيْنَا لِحُسْنِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ؛ اس لیے اگر کوئی مسلمان کسی بیماری سے بچنے کیلئے دوا لیتا ہے تو وہ کہتا ہے: "اللہ ہی شفا دینے والا ہے" لہٰذا بیماری کو دور کرنے کیلئے بطور سبب دوا لینے سے کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ اسے محض سبب مانتا ہے۔ لہٰذا جب بھی کوئی مسلمان کوئی تخلیق شدہ اسباب میں سے کوئی سبب اختیار کرتا ہے اور اس سے مدد و معاونت طلب کرتا ہے، چاہے وہ انسان ہو یا کوئی اور چیز، ہمیں مسلمان کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا لازم ہے۔ وَالْاِسْتِعَانَةُ وَالْاِسْتِمْدَادُ وَالْاِسْتِغَاثَةُ كُلُّهَا مَشْرُوْعٌ ثَابِتٌ بِالْقُرْاٰنِ وَالسُّنَّةِ وَالَّذِيْ يُنْكِرُهٗ فَعَمَلُهٗ مُخَالِفٌ لِّمَا يَقُوْلُ بِهٖ لِاَنَّ كُلَّ الْاِنْسَانِ يَسْتَعِيْنُ وَيَسْتَمِدُّ طُوْلَ حَيَاتِهٖ بِكَثِيْرٍ مِّنَ النَّاسِ وَالْاَشْيَاءِ وَالْاٰلَاتِ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ، فَاِسْتِعَانَتُهٗ بِالنَّاسِ مَجَازِيَّةٌ سَبَبِيَّةٌ وَبِاللهِ حَقِيْقِيَّةٌ لِاَنَّهٗ هُوَ الْخَالِقُ لِكُلِّ سَبَبٍ وَمُوْجِدُهٗ؛ استعانت، استمداد اور استغاثہ کرنا سبھی جائز ہیں، قرآن و سنت سے ثابت ہیں اور جو اس کا انکار کرتا ہے تو اس کا عمل اس کے مخالف ہے جو وہ کہتا ہے کیونکہ ہر انسان زندگی بھر بہت سے امور میں بہت سے لوگوں، چیزوں اور آلات سے استعانت و مدد طلب کرتا ہے۔ پس اس کا لوگوں سے مدد طلب کرنا مجازی و سببی ہے اور اللہ سے حقیقی ہے کیونکہ وہی ہر سبب کا خالق اور موجد ہے۔ اَمَّا ثُبُوْتُهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدۃ: ۲] فَذٰلِكَ رَبُّنَا يَاْمُرُنَا بِالتَّعَاوُنِ مَعَ الْاٰخَرِيْنَ عَلٰى اُمُوْرِ الْبَرِّ، فَالْمُسْلِمُوْنَ اِذَا لَمْ يَكُوْنُوْا مُشْرِكِيْنَ بِتَعَاوُنِهِمْ عَلَى الْاُمُوْرِ الْكَثِيْرَةِ فَكَيْفَ يَكُوْنُوْنَ مُشْرِكِيْنَ بِاِسْتِعَانَتِهِمْ وَاسْتِمْدَادِهِمْ فِيْ اُمُوْرِهِمْ؟ فَهَلْ بَيْنَ التَّعَاوُنِ وَالْاِسْتِعَانَةِ فَرْقٌ يُسَبِّبُ الشِّرْكَ؟ جہاں تک قرآن میں اس کا ثبوت ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَتَعَاوَنُوْا الخ (اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو) ہے۔ ہمارا رب ہمیں نیک کاموں میں دوسروں کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر مسلمان بہت سے معاملات میں ان سے تعاون کرنے میں مشرک نہیں ہیں تو پھر اپنے معاملات میں ان سے استعانت اور استمداد میں مشرک کیسے ہو سکتے ہیں؟ کیا تعاون اور استعانت میں کوئی ایسا فرق ہے جو شرک کا سبب بنتا ہے؟

وَقَوْلُ اللهِ حِكَايَةً عَنْ سَيِّدِنَا مُوسىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ۔ هٰرُوْنَ اَخِي۔ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ۔ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ۔ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا۔ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا۔ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا﴾ [طه: ۲۹، ۳۵] فَهٰذَا نَبِيُّ اللهِ مُوسىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَسْاَلُ اللهَ اَنْ يَجْعَلَ لَهٗ اَخَاهُ هَارُوْنَ مُعَاوِنًا وَمُشَارِكًا وَمُعِيْنًا فِيْ اَمْرِهٖ، اَلَيْسَ هٰذَا اسْتِعَانَةُ نَبِيٍّ بِاَخِيْهِ وَالْاِسْتِمْدَادُ مِنْهُ؟ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے حکایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان: "اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے۔ میرے بھائی ہارون کو۔ اس کے ذریعے میری کمر مضبوط فرما۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے۔ تاکہ ہم بکثرت تیری پاکی بیان کریں۔ اور بکثرت تیرا ذکر کریں۔ بیشک تو ہمیں دیکھ رہا ہے" یہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں جو اللہ سے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنے مشن میں معاون، شریک اور مددگار بنانے کا سوال کرتے ہیں۔ کیا یہ نبی کا اپنے بھائی سے استعانت اور مدد طلب کرنا نہیں ہے؟ وَقَوْلُ اللهِ حِكَايَةً عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ: ﴿فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا﴾ حَيْثُ طَلَبَ ذُو الْقَرْنَيْنِ مَدَدًا مِنْ قَوْمِ التُّرْكِ وَاسْتَعَانَ بِقُوَّةِ فَعَلَتِهِمْ وَآلَاتِهِمْ وَصُنَّاعِهِمْ فَجَعَلَ حَاجِزًا حَصِيْنًا وَبَرْزَخًا مَتِيْنًا لَهُمْ لِسَدِّ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ فَتَكَوَّنَ الْحَاجِزُ بِاسْتِعَانَةِ الطَّرَفَيْنِ؛ اِسْتِعَانَةِ قَوْمِ التُّرْكِ اَوَّلًا بِذِي الْقَرْنَيْنِ وَاسْتِعَانَةِ ذِي الْقَرْنَيْنِ ثَانِيًا بِالْقَوْمِ لِتَجْهِيْزِ الْاَسْبَابِ، وَهُوَ فِي الْحَقِيْقَةِ اِسْتِمْدَادٌ وَاسْتِعَانَةٌ مِّنَ الرَّبِّ؛ اور ذوالقرنین سے حکایت کرتے ہوئے اللہ کا فرمان: تو تم میری مدد قوت کے ساتھ کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط رکاوٹ بنادوں گا۔ اس حیثیت سے کہ ذوالقرنین نے قومِ تُرک سے مدد طلب کی اور ان کے مزدوروں، اوزاروں اور کاریگروں کی قوت سے مدد طلب کی، تو انہوں نے ان کیلئے یأجوج ومأجوج کو روکنے کیلئے ایک ٹھوس رکاوٹ اور مضبوط آڑ بنائی۔ رکاوٹ دونوں فریقوں کی مدد سے بنی تھی: **اولاً** قومِ تُرک کا ذوالقرنین سے مدد چاہنا اور **ثانیاً** سامان کی تیاری کیلئے ذوالقرنین کا قومِ تُرک سے مدد چاہنا، یہ درحقیقت رب سے ہی استمداد و استعانت تھی۔

وَاَمَّا ثُبُوْتُهٗ بِالسُّنَّةِ فَقَوْلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَاللهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ" فَانْظُرْ كَيْفَ جَاءَ الْكَلَامُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ فِيْ سِيَاقٍ وَاحِدٍ مِنْ صَاحِبِ جَوَامِعِ الْكَلِمِ، فَعَوْنُ اللهِ لِلْعَبْدِ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَعَوْنُ الْعَبْدِ لِلْعَبْدِ عَلَى الْمَجَازِ عَلىٰ اَنَّ اللهَ سَبَّبَ الْعَبْدَ لِلْعَبْدِ ظَهِيْرًا وَنَصِيْرًا وَمُعِيْنًا؛ بہرحال اس کا سنت سے ثبوت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اللہ اُس وقت تک بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ تو غور کیجئے کہ کیسے اسلوبِ واحد میں صاحبِ جوامع الکلم کی طرف سے حقیقت و مجاز پر کلام آیا، تو اللہ کا بندے کی مدد کرنا حقیقت پر ہے اور بندے کا بندے کی مدد کرنا مجاز پر ہے اس بناء پر کہ اللہ نے بندے کو بندے کیلئے مددگار، حامی و معاون پیدا کیا ہے۔ وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُقُوْقِ الطَّرِيْقِ: وَتُغِيْثُوا الْمَلْهُوْفَ، وَتَهْدُوا الضَّالَّ" فَنَسَبَ الْاِغَاثَةَ اِلَى الْعَبْدِ وَاَضَافَهَا اِلَيْهِ وَنَدَبَ الْعِبَادَ اِلىٰ اَنْ يُّعِيْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَفِيْ هٰذَا الْبَابِ اَحَادِيْثُ وَآثَارٌ كَثِيْرَةٌ وَكَذٰلِكَ اَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ لَا تَكَادُ تُحْصىٰ؛ اور راستے کے حقوق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اور مصیبت زدہ کی مدد کرو اور راستہ بھولے ہوؤں کی رہنمائی کرو" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدد کو بندے کی طرف منسوب کیا اور اس سے ملا دیا اور بندوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے پر مامور کیا۔ اس باب میں بہت سی احادیث و روایات ہیں اور علماء کے اقوال بے شمار ہیں۔

اَلسُّؤَالُ 9: مَا حُكْمُ التَّبَرُّكِ وَدَلَائِلُهٗ؟ تبرک (برکت حاصل کرنے) کا حکم اور اس کے دلائل کیا ہیں؟ ص 32

اَلْجَوَابُ: وَاعْلَمْ اَنَّ التَّبَرُّكَ لَيْسَ هُوَ اِلَّا تَوَسُّلًا اِلَى اللهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالىٰ بِذٰلِكَ الْمُتَبَرَّكِ بِهٖ، سَوَاءٌ اَكَانَ اَثَرًا اَوْ مَكَانًا اَوْ شَخْصًا؛ جان لو کہ تبرک حاصل کرنا اس متبرک (شئے و فرد) کے وسیلے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی تقرب چاہنا ہے، خواہ وہ کوئی آثار یا مقام یا کوئی شخص ہو۔ اَمَّا الْاَعْيَانُ؛ فَلِاعْتِقَادِ فَضْلِهَا وَقُرْبِهَا مِنَ اللهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالىٰ، مَعَ اعْتِقَادِ عَجْزِهَا عَنْ جَلْبِ خَيْرٍ اَوْ دَفْعِ شَرٍّ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ وَاَمَّا الْآثَارُ؛ فَلِاَنَّهَا مَنْسُوْبَةٌ اِلىٰ تِلْكَ الْاَعْيَانِ، فَهِيَ مُشَرَّفَةٌ بِشَرَفِهَا، وَمُكَرَّمَةٌ وَمُعَظَّمَةٌ وَمَحْبُوْبَةٌ لِاَجْلِهَا؛ بہرحال بھلائی پہنچانے یا برائی کو دور کرنے سے بغیر اللہ کے اذن کے اعیان (شخصیات وغیرہ) کے عاجز ہونے کے اعتقاد کے ساتھ، اعیان سے تبرک ان کی فضیلت اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے قرب کے اعتقاد کی وجہ سے ہے۔ بہرحال آثار (نشانات) سے

تبرک تو چونکہ وہ اُن اعیان کی طرف منسوب ہیں، اس لیے یہ بھی ان کے شرف کی وجہ سے شرف یافتہ ہیں اور ان کی وجہ مکرم و معظم اور محبوب ہیں۔ وَاَمَّا الْاَمْكِنَةُ؛ فَلَا فَضْلَ لَهَا لِذَاتِهَا مِنْ حَيْثُ هِيَ اَمْكِنَةٌ. وَاِنَّمَا لِمَا يَحِلُّ فِيْهَا وَيَقَعُ مِنْ خَيْرٍ وَبِرٍّ؛ كَالصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَجَمِيْعِ اَنْوَاعِ الْعِبَادَاتِ مِمَّا يَقُوْمُ بِهٖ عِبَادُ اللّٰهِ الصَّالِحُوْنَ. اِذْ تَتَنَزَّلُ فِيْهَا الرَّحَمَاتُ. وَتَحْضُرُهَا الْمَلَائِكَةُ وَتَغْشَاهَا السَّكِيْنَةُ. وَهٰذِهٖ هِيَ الْبَرَكَةُ الَّتِيْ تُطْلَبُ مِنَ اللّٰهِ فِي الْاَمَاكِنِ الْمَقْصُوْدَةِ لِذٰلِكَ؛ اور مقامات سے تبرک، تو انہیں اپنی ذات کی وجہ سے کوئی فضیلت حاصل نہیں اس حیثیت سے کہ وہ (عام) مقامات ہیں بلکہ ایسی نیکیوں اور بھلائیوں کی وجہ سے (فضیلت) ہے جو ان میں داخل اور واقع ہوتی ہیں جیسے نماز، روزہ اور عبادات کی تمام اقسام کہ جنہیں اللہ کے نیک بندے قائم کرتے ہیں، کیونکہ انہی میں (اللہ کی) رحمتیں نازل ہوتی ہیں، فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور انہیں سکینہ (یعنی رحمت و وقار و سکون واطمینانِ دل) ڈھانپ لیتا ہے۔ یہی وہ برکت ہے جو اس (مقصد) کیلئے ان مقصودہ مقامات میں اللہ سے مانگی جاتی ہے۔ فَالتَّبَرُّكُ ثَابِتٌ بِالْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ. اَمَّا الْقُرْآنُ فَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فِيْ فَضِيْلَةِ التَّابُوْتِ: ﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ قرآن و سنت سے تبرک ثابت ہے۔ بہرحال قرآن مجید تو تابوت کی فضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا: اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ تابوت آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور معزز موسیٰ اور معزز ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ ہے، فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ وَخُلَاصَةُ الْقِصَّةِ: اَنَّ هٰذَا التَّابُوْتَ كَانَ عِنْدَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ. وَكَانُوْا يَسْتَنْصِرُوْنَ بِهٖ وَيَتَوَسَّلُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَا فِيْهِ مِنْ آثَارٍ. وَهٰذَا هُوَ التَّبَرُّكُ بِعَيْنِهِ الَّذِيْ نُرِيْدُهٗ وَنَقْصِدُهٗ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُحْتَوَيَاتِ التَّابُوْتِ فَقَالَ: ﴿وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٤٨]. وَهٰذِهِ الْبَقِيَّةُ مِمَّا تَرَكَهٗ اٰلُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ هِيَ عَصَا مُوْسٰى وَشَيْءٌ مِنْ ثِيَابِهٖ وَثِيَابُ هَارُوْنَ وَنَعْلَاهُ وَاَلْوَاحٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ وَطَسْتٌ كَمَا ذَكَرَهُ الْمُفَسِّرُوْنَ وَالْمُؤَرِّخُوْنَ كَابْنِ كَثِيْرٍ وَالْقُرْطُبِيِّ وَالسُّيُوْطِيِّ وَالطَّبَرِيِّ؛ قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تابوت بنی اسرائیل کے پاس تھا وہ اس کے ذریعے سے مدد لیتے اور ان آثار کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے جو اس میں موجود تھے، یہ بعینہٖ وہی تبرک ہے جس کا ہم قصد و ارادہ کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے تابوت کے مشتملات کو بیان فرمایا: "اور معزز موسیٰ اور معزز ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزوں کا بقیہ" یعنی: موسیٰ علیہ السلام کا عصا، موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے کچھ کپڑے اور موسیٰ علیہ السلام کے نعلین، تورات کے کچھ تختیاں اور ایک طشت جیساکہ مفسرین و مؤرخین جیسے ابن کثیر، قرطبی، سیوطی، طبری نے ذکر کیا ہے۔ وَهُوَ يَدُلُّ عَلٰى مَعَانٍ كَثِيْرَةٍ. مِنْهَا التَّوَسُّلُ بِآثَارِ الصَّالِحِيْنَ وَمِنْهَا الْمُحَافَظَةُ عَلَيْهَا وَمِنْهَا التَّبَرُّكُ بِهَا وَقَدْ يُدْفَعُ الْعَذَابُ عَنِ الْكُفَّارِ وَالْفُجَّارِ لِئَلَّا يُصِيْبَ مَنْ بَيْنَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِمَّنْ لَا يَسْتَحِقُّ الْعَذَابَ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ فَلَوْلَا الضُّعَفَاءُ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِمَكَّةَ بَيْنَ الْكُفَّارِ لَعَذَّبَ اللّٰهُ الْكُفَّارَ. فَبِبَرَكَتِهِمْ اَمِنُوْا مِنَ الْعَذَابِ. وَقَدْ قَالَ الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ﴾ یہ (فرمان) بہت سے مطالب پر دلالت کرتا ہے: جن میں سے ❶ صالحین کے آثار کو وسیلہ بنانا ❷ ان کی حفاظت کرنا ❸ ان سے برکت حاصل کرنا جائز ہے۔ اور کافروں اور بدکاروں سے عذاب کو ٹال دیا جاتا ہے تاکہ ان میں موجود کسی ایسے مؤمن کو تکلیف نہ پہنچے جو عذاب کے مستحق نہ ہوں اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور اگر (مکہ میں) کچھ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں نہ ہوتے جن کی تمہیں خبر نہیں (اور یہ بات نہ ہوتی) کہ تم انہیں روند ڈالو گے پھر تمہیں ان کی طرف سے لاعلمی میں کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے گی (تو ہم تمہیں کفارِ مکہ سے جہاد کی اجازت دیدیتے۔ ان کا یہ بچاؤ) اس لیے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اگر مسلمان (وہاں سے) ہٹ جاتے تو ہم ضرور ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے" اگر کمزور مؤمنین مکہ میں کفار کے درمیان نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کافروں کو عذاب دیتا لیکن ان (مؤمنین) کی برکت سے وہ (کفار) عذاب سے محفوظ رہے اور حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام نے فرمایا: "اور اس نے مجھے مبارک بنایا ہے خواہ میں کہیں بھی ہوں" وَاَمَّا ثُبُوْتُهٗ مِنَ السُّنَّةِ فَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ...

الخ) قَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ: ((وَفِيْهِ طَهَارَةُ النُّخَامَةِ وَالشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَالتَّبَرُّكُ بِفَضَلَاتِ الصَّالِحِيْنَ الطَّاهِرَةِ)) بہرحال سنت سے اس (تبرک) کا ثبوت تو وہی روایت ہے جسے بخاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے بارے میں روایت کیا ہے: اللہ کی قسم! وہ جب بھی بلغم تھوکتے تو وہ کسی صحابی کی ہتھیلی پر گرتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا: اس حدیث پاک میں بلغم اور الگ کیے ہوئے بالوں کی پاکیزگی اور صالحین کی پاکیزہ بچی ہوئی چیزوں سے تبرک کا ثبوت ہے۔ وَمِنَ الْاَحَادِيْثِ يَثْبُتُ بِهَا التَّبَرُّكُ مَارَوَاهُ الْبُخَارِيُّ: عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ لِيْ: اِنْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ، فَاَسْقِيَكَ فِيْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَسَقَانِيْ سَوِيْقًا وَاَطْعَمَنِيْ تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِيْ مَسْجِدِهٖ، فَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَيْضًا ثُبُوْتُ التَّبَرُّكِ بِقَدَحِ النَّبِيِّ وَمَكَانِ صَلَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَبِالْجُمْلَةِ فِي الْاِسْلَامِ دَلَائِلُ كَثِيْرَةٌ عَلٰى ثُبُوْتِ التَّبَرُّكِ بِالْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَمْكِنَةِ الشَّرِيْفَةِ وَالْاَشْيَاءِ الْمُقَدَّسَةِ كَالْقُرْآنِ وَشَعَائِرِ الْاِسْلَامِ؛ جن احادیث سے تبرک ثابت ہوتا ہے ان میں وہ ہے جسے بخاری نے روایت کیا کہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چلو تو میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا اور پھر ہم ایسی جگہ نماز پڑھیں گے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے مجھے ستو پلایا اور کھجور کھلائی اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھی۔ اس حدیثِ پاک میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے اور مجموعی طور پر اسلام میں انبیاء اور دیگر صالحین سے، مقدس مقامات اور مقدس اشیاء جیسے قرآن اور شعائر اسلام سے تبرک کے ثبوت پر بہت سی دلیلیں ہیں۔

السُّؤَالُ10: مَا حُكْمُ تَكْفِيْرِ الْمُسْلِمِ؟ وَمَا هُوَ مَوْقِفُ الْاِمَامِ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْاَلَةِ؟ مسلمان کو کافر قرار دینے کا حکم کیا ہے؟ اور امام احمد رضا خان کا اس مسئلہ پر مؤقف کیا ہے؟ ص 35

اَلْجَوَابُ: قَدْ دَلَّتْ اَدِلَّةُ الشَّرْعِ عَلٰى اَنَّ الْعَبْدَ يَدْخُلُ فِي الْاِسْلَامِ بِنُطْقِهٖ بِالشَّهَادَتَيْنِ، وَيَحْرُمُ بِذٰلِكَ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ فِي الدُّنْيَا، وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ هِيَ دَارُ الْكَرَامَةِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، يَنْجُوْ فِيْهَا الْمُؤْمِنُ بِاِيْمَانِهٖ، كَمَا اَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ»، يَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ)) شرعی دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ بندہ ایمان کی دو شہادتیں دے کر اسلام میں داخل ہوتا ہے اور اس کے سبب دنیا میں اس (مسلمان) کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔ آخرت کا گھر مؤمنوں کیلئے عزت کا گھر ہے، جس میں مؤمن اپنے ایمان کے سبب نجات پاتا ہے، جیساکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی: کیونکہ اللہ نے جہنم کی آگ اس پر حرام کر دی ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے۔ وَاِذَا كَانَ الْمُسْلِمُ عَاصِيًا وَقَدِ اسْتَحَقَّ النَّارَ بِعِصْيَانِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يُخَلَّدُ فِيْهَا اَبَدًا، بَلْ يَنْتَفِعُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ الطَّيِّبَةِ كَلِمَةِ التَّوْحِيْدِ فَيَخْلُصُ بِهَا مِنَ النَّارِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ شَعِيْرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ" وَالْعُلَمَاءُ يَقُوْلُوْنَ: مَنْ ثَبَتَ لَهٗ عَقْدُ الْاِسْلَامِ بِيَقِيْنٍ لَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا بِيَقِيْنٍ؛ اور جب کوئی مسلمان گناہگار ہوگا اور اپنی گناہگاری کے سبب جہنم کا مستحق ہوگا تو وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہے گا، بلکہ اس اچھے کلمے کلمۂ توحید کے سبب فائدہ اٹھائے گا اور اس کے ذریعہ جہنم سے نجات پائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم سے وہ شخص نکل جائے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اس کے دل میں جو برابر خیر (ایمان) ہو اور جہنم سے وہ شخص نکل جائے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ برابر خیر ہو اور جہنم سے وہ شخص نکل جائے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور اس کے دل میں ذرہ برابر خیر ہو اور علماء فرماتے ہیں: جس شخص

کیلئے اسلام کا بندھن یقین کے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہ صرف یقینی دلیل سے ہی اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔ فَيَجِبُ التَّحْذِيْرُ مِنَ الْوُقُوْعِ فِيْ تَكْفِيْرِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ اَوْضَحُ مِنَ الشَّمْسِ فِيْ رَابِعَةِ النَّهَارِ؛ لِمَا يَتَرَتَّبُ عَلَى الْحُكْمِ بِالرِّدَّةِ مِنْ اَحْكَامٍ كَثِيْرَةٍ مُؤَثِّرَةٌ فِي الْاَفْرَادِ وَالْمُجْتَمَعَاتِ يَقُوْلُ الْاِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: يَنْبَغِي التَّحَرُّزُ عَنِ التَّكْفِيْرِ مَاوُجِدَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا؛ فَاِنَّ اسْتِبَاحَةَ دِمَاءِ الْمُصَلِّيْنَ الْمُقِرِّيْنَ بِالتَّوْحِيْدِ خَطَأٌ، وَالْخَطَأُ فِيْ تَرْكِ اَلْفِ كَافِرٍ فِي الْحَيَاةِ اَهْوَنُ مِنَ الْخَطَأِ فِيْ سَفْكِ دَمِ مُسْلِمٍ وَاحِدٍ» دن کے وقت چمکتے سورج سے بھی زیادہ واضح دلیل کے بغیر کسی مسلمان کو کافر قرار دینے میں وقوع سے بچنا لازم ہے کیونکہ بہت سے احکام جو افراد اور معاشروں کو متاثر کرتے ہیں، ارتداد (اسلام سے پھرنے) کے حکم پر مرتب ہوتے ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جہاں تک ممکن ہو تکفیر سے بچنا چاہیے، کیونکہ ان نماز پڑھنے والوں کا خون بہانا بڑی خطاء ہے جو توحید کا اقرار کرنے والے ہیں اور ہزار کافروں کو زندہ چھوڑ دینے میں خطاء کرنا ایک مسلمان کے خون بہانے میں خطاء کرنے سے ہلکا ہے۔ وَقَدْ حَذَّرَ الشَّرْعُ الْمُطَهَّرُ اَشَدَّ التَّحْذِيْرِ مِنْ اِطْلَاقِ الْحُكْمِ بِالْكُفْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَاضِحَةٍ لَا اِشْكَالَ فِيْهَا. قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ شریعت مطہرہ نے مسلمان پر بغیر واضح، بے اشکال دلیل کے کفر کا حکم لگانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "اے ایمان والو! جب تم اللہ کے راستے میں چلو تو خوب تحقیق کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ تم دنیوی زندگی کا سامان چاہتے ہو، پس اللہ کے پاس بہت سے غنیمت کے مال ہیں۔ پہلے تم بھی ایسے ہی تھے تو اللہ نے تم پر احسان کیا تو خوب تحقیق کرلو بیشک اللہ تمام اعمال سے خبردار ہے" قَالَ الطَّبَرِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِيْ تَفْسِيْرِ الْاٰيَةِ: ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ يَقُوْلُ: فَتَاَنَّوْا فِيْ قَتْلِ مَنْ اَشْكَلَ عَلَيْكُمْ اَمْرُهٗ، فَلَمْ تَعْلَمُوْا حَقِيْقَةَ اِسْلَامِهٖ وَلَا كُفْرِهٖ، وَلَا تَعْجَلُوْا فَتَقْتُلُوْا مَنِ الْتَبَسَ عَلَيْكُمْ اَمْرُهٗ، وَلَا تَتَقَدَّمُوْا عَلٰى قَتْلِ اَحَدٍ اِلَّا عَلٰى قَتْلِ مَنْ عَلِمْتُمُوْهُ يَقِيْنًا حَرْبًا لَكُمْ وَلِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ؛ امام طبری رحمہ اللہ نے آیت ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہوئے فرمایا: جس کا معاملہ تم پر مشتبہ ہو اس کے قتل کرنے میں توقف کرو، کیونکہ تم اس کے اسلام اور نہ ہی اس کے کفر کی حقیقت جانتے ہو۔ جس کا معاملہ تم پر مشتبہ ہو ایسے شخص کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے قتل کرنے پر آگے نہ بڑھو سوائے ان کے قتل کرنے پر جن کے تم سے اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کو یقینی جانتے ہو۔ كَمَا حَذَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتَهٗ اَيْضًا فَقَالَ: "اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا" وَفِيْ لَفْظٍ آخَرَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا: "وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، اَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللهِ، وَلَيْسَ كَذٰلِكَ، اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" اَيْ: رَجَعَ، وَفِيْ لَفْظٍ فِي الصَّحِيْحِ: فَقَدْ كَفَرَ اَحَدُهُمَا فَفِيْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ وَمَاوَرَدَ مَوْرِدَهَا اَعْظَمُ زَاجِرًا وَاَكْبَرُ وَاعِظًا عَنِ السِّرَاعِ فِي التَّكْفِيْرِ؛ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو خبردار کرکے فرمایا: جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر! تو دونوں میں سے ایک اس (نسبتِ کفر) کے ساتھ لوٹے گا۔ صحیحین وغیرہ میں دوسرے الفاظ میں ہے: اور جس شخص نے کسی کو کافر کہہ کر پکارا یا اللہ کا دشمن کہا، حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ (الزام) اسی (کہنے والے) کی طرف لوٹ جائے گا۔ یعنی وہ واپس لوٹا، اور صحیح حدیث میں دیگر الفاظ میں ہے: ان میں سے ایک نے کفر کیا ہے۔ ان احادیث اور ان کے جائے ورود میں جو کچھ آیا ہے وہ تکفیر (کسی کو کافر قرار دینے) میں جلدی کے خلاف سب سے بڑی روک تھام اور سب سے بڑی نصیحت ہے۔ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَصْحَابِنَا: لَا يُخْرِجُ الرَّجُلَ مِنَ الْاِيْمَانِ اِلَّا جُحُوْدُ مَا اَدْخَلَهٗ فِيْهِ، ثُمَّ مَا تَيَقَّنَ اَنَّهٗ رِدَّةٌ يُحْكَمُ بِهَا، وَمَا شَكَّ اَنَّهٗ رِدَّةٌ لَا يُحْكَمُ بِهَا؛ اِذِ الْاِسْلَامُ الثَّابِتُ لَا يَزُوْلُ بِشَكٍّ مَعَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَعْلُوْ، وَيَنْبَغِيْ لِلْعَالِمِ اِذَا رُفِعَ اِلَيْهِ هٰذَا اَنْ لَا يُبَادِرَ بِتَكْفِيْرِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ مَعَ اَنَّهٗ يَقْضِيْ بِصِحَّةِ اِسْلَامِ اَهْلِ الْكُفْرِ؛ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ہمارے اصحاب سے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ اس چیز کا انکار ہی کسی شخص کو ایمان سے خارج کرتا ہے جس نے اسے اسلام میں داخل کیا تھا۔ پھر ایسی چیز جو یقینی ہو کہ وہ ارتداد ہے تو اسی کے سبب ارتداد کا حکم لگایا جائے گا اور ایسی چیز جس میں شک ہو کہ وہ ارتداد ہے تو اس کے سبب ارتداد کا حکم نہیں لگایا جائے گا، کیونکہ ثابت شدہ اسلام

شک سے زائل نہیں ہوتا، باوجود یہ کہ اسلام ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور عالم کو جب یہ معاملہ پیش کیا جائے تو اسے اہل اسلام کو کافر قرار دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے، باوجود یہ کہ وہ اہلِ کفر کے اسلام کے صحیح ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اِنَّ تَکْفِیْرَ الْمُسْلِمِ یُؤَدِّیْ اِلَی اسْتِبَاحَةِ الدِّمَاءِ وَالْاَمْوَالِ فَیَنْبَغِی التَّرِیْثُ فِیْهِ وَکَفُّ اللِّسَانِ عَمَّنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ غَیْرَ مُنَاقِضٍ لَهَا؛ فَاِنَّ التَّکْفِیْرِ فِیْهِ الْخَطَرُ، وَالسُّکُوْتُ لَا خَطَرَ فِیْهِ؛ کیونکہ مسلمان کی تکفیر مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کے مباح ہونے کی طرف لے جاتی ہے، پس اس (معاملے) میں توقف اور اس شخص کے بارے میں زبان بند رکھنا واجب ہے جس نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" کہا جبکہ وہ اس (کلمہ) کی مخالفت کرنے والا نہ ہو، کیونکہ تکفیر میں خطرہ ہے اور خاموشی میں کوئی خطرہ نہیں۔ **مَوْقِفُ الْاِمَامِ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ فِیْ مَسْاَلَةِ التَّکْفِیْرِ:** قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ: «اَمَرَ اَئِمَّتُنَا بِاَنَّهٗ اِذَا کَانَ فِی الْکَلَامِ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ اِحْتِمَالًا لِلْکُفْرِ وَاِحْتِمَالٌ وَاحِدٌ لِلْاِسْلَامِ یَجِبُ حَمْلُ الْکَلَامِ عَلَی الْاِسْلَامِ مَا لَمْ یَثْبُتْ خِلَافُهٗ وَقَالَ نَقْلًا عَنْ شَرْحِ "الْفِقْهِ الْاَکْبَرِ" "لِعَلِیِّ نِ الْقَارِیْ: «قَدْ ذَکَرُوْا اَنَّ الْمَسْاَلَةَ الْمُتَعَلِّقَةَ بِالْکُفْرِ اِذَا کَانَ لَهَا تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اِحْتِمَالًا لِلْکُفْرِ وَاِحْتِمَالٌ وَاحِدٌ فِیْ نَفْیِهٖ فَالْاَوْلٰی لِلْمُفْتِیْ وَالْقَاضِیْ اَنْ یَعْمَلَ بِالْاِحْتِمَالِ النَّافِیْ؛ تکفیر کے مسئلے میں امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کا مؤقف: ہمارے آئمہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو واجب ہے کہ احتمالِ اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک اس کا خلاف ثابت نہ ہو۔ علامہ علی قاری کی "الفقہ الاکبر" کی تفسیر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: تحقیق مشائخ نے مسئلۂ تکفیر کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر اس میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفیٔ کفر کا ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ مفتی اور قاضی اُس کو نفیٔ کفر کے احتمال پر محمول کرے۔ وَقَالَ نَقْلًا عَنْ خُلَاصَةِ الْفَتَاوٰی وَجَامِعِ الْفُصُوْلَیْنِ وَمُحِیْطِ الْبُرْهَانِیِّ وَالْفَتَاوَی الْهِنْدِیَّةِ وَغَیْرِهَا: «اِذَا کَانَتْ فِی الْمَسْاَلَةِ وُجُوْهٌ تُوْجِبُ التَّکْفِیْرَ وَوَجْهٌ وَاحِدٌ یَمْنَعُ التَّکْفِیْرَ فَعَلَی الْمُفْتِیْ وَالْقَاضِیْ اَنْ یَمِیْلَ اِلٰی ذٰلِكَ الْوَجْهِ وَلَا یُفْتِیْ بِکُفْرِهٖ تَحْسِیْنًا لِلظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ ثُمَّ اِنْ کَانَتْ نِیَّةُ الْقَائِلِ الْوَجْهَ الَّذِیْ یَمْنَعُ التَّکْفِیْرَ فَهُوَ مُسْلِمٌ، وَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَا یَنْفَعُهٗ حَمْلُ الْمُفْتِیْ کَلَامَهٗ عَلٰی وَجْهٍ لَا یُوْجِبُ التَّکْفِیْرَ؛ اگر مسئلہ میں متعدد وجوہ موجبِ کفر ہوں اور فقط ایک تکفیر سے مانع ہو تو مفتی و قاضی پر لازم ہے کہ اُسی وجہ کی طرف میلان کرے اور مسلمان کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے ہوئے اُس کے کفر کا فتویٰ نہ دے۔ پھر اگر درحقیقت قائل کی نیت میں وہی وجہ ہے جو تکفیر سے مانع ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی و قاضی کا کلام کو اس وجہ پر محمول کرنا جو موجبِ تکفیر نہیں ہے قائل کو کچھ نفع نہ دے گا۔ نَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یَرْزُقَنَا الْبَصِیْرَةَ فِی الدِّیْنِ، وَصَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلٰی نَبِیِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ؛ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دین کی بصیرت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے نبی و رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تمام آل و اصحاب پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

اَلسُّؤَالُ 11: مَا حُکْمُ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ عُمُوْمًا وَزِیَارَةِ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ یَجُوْزُ شَدُّ الرِّحَالِ بِقَصْدِ زِیَارَةِ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ؟ عام طور پر قبروں کی زیارت کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنے کا حکم کیا ہے؟ کیا صالحین کی قبروں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے قصد سے کجاوے باندھنا (یعنی سفر کرنا) جائز ہے؟ ص 38

اَلْجَوَابُ: لَا خِلَافَ بَیْنَ الْفُقَهَاءِ فِیْ اَنَّهٗ تُنْدَبُ لِلرِّجَالِ زِیَارَةُ الْقُبُوْرِ، لِقَوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِنِّیْ کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُذَکِّرُ الْاٰخِرَةَ، وَلِاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَخْرُجُ اِلَی الْبَقِیْعِ لِزِیَارَةِ الْمَوْتٰی وَیَقُوْلُ: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ، وَاَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ، غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ" فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مردوں کیلئے قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ (یہ زیارت) آخرت کی یاد دلاتی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی زیارت کیلئے بقیع کی طرف نکل جاتے اور کہا کرتے: اے مؤمن قوم کے گھر والو! تم پر سلام، تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل قیامت تک تمہیں مہلت دی گئی ہے اور اِنْ شَاءَاللّٰهُ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

اے اللہ! بقیعِ غرقد والوں کو بخش دے۔ اَمَّا النِّسَاءُ فَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ اَنَّهٗ تُكْرَهُ زِيَارَتُهُنَّ لِلْقُبُوْرِ، لِاَنَّ الْحَدِيْثَ جَاءَ فِيْهِ اَنَّهٗ: ((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ)) "وَلِاَنَّ النِّسَاءَ فِيْهِنَّ رِقَّةُ قَلْبٍ، وَكَثْرَةُ جَزَعٍ، وَقِلَّةُ احْتِمَالٍ لِلْمَصَائِبِ، وَهٰذَا مَظِنَّةٌ لِطَلَبِ بُكَائِهِنَّ وَرَفْعِ اَصْوَاتِهِنَّ؛ بہر حال عورتیں تو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ان کا قبروں کی زیارت کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ حدیث پاک میں یہ بات آئی ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیادہ زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور اس لیے کہ عورتوں میں نرم دلی، رونے کی کثرت اور مصیبتیں برداشت کرنے کی کمی ہے اور یہ ان کے رونے اور اپنی آوازیں بلند کرنے کے مقصد کا امکان ہے۔ وَاَمَّا زِيَارَةُ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَدُّ الرِّحَالِ اِلَيْهِ فَمِنْ اَعْظَمِ الْمَنْدُوْبَاتِ بَلْ اَقْرَبُ اِلَى الْوَاجِبَاتِ وَقَدْ يُخْطِئُ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ فَهْمِ حَدِيْثِ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ؛ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى)) فَيَسْتَدِلُّوْنَ بِهٖ عَلٰى تَحْرِيْمِ شَدِّ الرَّحْلِ لِزِيَارَةِ النَّبِيِّ، وَيَعْتَبِرُوْنَ اَنَّ السَّفَرَ بِذٰلِكَ سَفَرُ مَعْصِيَةٍ، وَهٰذَا الْاِسْتِدْلَالُ مَرْدُوْدٌ لِاَنَّهٗ مَبْنِيٌّ عَلٰى فَهْمٍ بَاطِلٍ، فَالْحَدِيْثُ كَمَا سَتَرٰى فِيْ بَابٍ وَالْاِسْتِدْلَالُ فِيْ بَابٍ آخَرَ؛ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت اور اس کی طرف کجاوے باندھنا (سفر کرنا) تو یہ سب سے بڑے مستحبات میں سے ہے بلکہ واجبات سے بہت قریب ہے۔ بعض لوگ حدیث ((مسجدِ حرام، میری اس مسجد (نبوی) اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی (اور مسجد) کی طرف (زیادہ ثواب کے حصول کی نیت سے) سفر نہ کیا جائے)) کو سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں، وہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے کجاوے باندھنے کی حرمت پر استدلال کرتے ہیں اور اس طرح کے سفر کو گناہ کا سفر سمجھتے ہیں اور یہ استدلال مردود ہے کیونکہ یہ باطل فہم پر مبنی ہے جیساکہ آپ دیکھتے ہیں کہ حدیث ایک باب میں ہے اور دلیل دوسرے باب میں ہے۔ وَبَيَانُ ذٰلِكَ هُوَ اَنَّ قَوْلَهٗ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ)) جَاءَ عَلَى الْاُسْلُوْبِ الْمَعْرُوْفِ عِنْدَ اللُّغَوِيِّيْنَ بِاُسْلُوْبِ الْاِسْتِثْنَاءِ، وَهٰذَا يَقْتَضِيْ وُجُوْدَ مُسْتَثْنًى وَمُسْتَثْنًى مِنْهُ، فَالْمُسْتَثْنٰى هُوَ مَا كَانَ بَعْدَ اِلَّا، وَالْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ هُوَ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَهُوَ اِمَّا مَذْكُوْرٌ اَوْ مُقَدَّرٌ، وَهٰذَا مُقَرَّرٌ وَمَعْرُوْفٌ فِيْ كُتُبِ النَّحْوِ وَاِذَا نَظَرْنَا اِلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَجَدْنَا اَنَّهٗ قَدْ جَاءَ فِيْهِ التَّصْرِيْحُ بِذِكْرِ الْمُسْتَثْنٰى وَهُوَ قَوْلُهٗ: اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، وَلَمْ يَأْتِ ذِكْرُ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ، فَلَا بُدَّ اِذًا مِنْ تَقْدِيْرِهٖ؛ اس کا بیان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ)) اس اسلوب پر آیا ہے جو اہلِ لغت کے نزدیک استثنیٰ کے اسلوب کے طور پر معروف ہے اور یہ (اسلوب استثناء) مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے وجود کا تقاضا کرتا ہے پس مستثنیٰ وہ ہے جو "اِلَّا" کے بعد ہے اور مستثنیٰ منہ وہ ہے جو اس سے پہلے ہے اور یہ (مستثنیٰ منہ) یا تو مذکور ہوتا ہے یا مقدر ہوتا ہے اور یہ کتبِ نحو میں ثابت شدہ و مشہور ہے اور جب ہم اس حدیث کو دیکھتے ہیں تو ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اس (حدیث) میں مستثنیٰ کے ذکر کی صراحت آئی ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ" ہے اور مستثنیٰ منہ کا ذکر نہیں آیا ہے پس تبھی اس کو مقدر ماننا ضروری ہے۔ وَقَدْ وَجَدْنَا بِحَمْدِ اللّٰهِ فِي السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ مِنْ طَرِيْقِ الرِّوَايَاتِ الْمُعْتَبَرَةِ مَا فِيْهِ التَّصْرِيْحُ بِالْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ فَمِنْهُ مَا اَخْرَجَهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ مِنْ طَرِيْقِ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ: قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ وَذُكِرَتْ عِنْدَهُ الصَّلَاةُ فِي الطُّوْرِ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَنْبَغِيْ لِلْمَطِيِّ اَنْ تُشَدَّ رِحَالُهٗ اِلٰى مَسْجِدٍ يُبْتَغٰى فِيْهِ الصَّلَاةُ غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا؛ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ: وَشَهْرٌ حَسَنُ الْحَدِيْثِ وَاِنْ كَانَ فِيْهِ بَعْضُ الضَّعْفِ؛ اور الحمد للہ ہم نے معتبر روایات میں سے سنت نبویہ میں ایسی چیز پائی ہے جس میں مستثنیٰ منہ کی صراحت ہے، پس ان میں سے وہ روایت ہے جسے امام احمد شہر بن حوشب کے طریق سے روایت کیا، شہر بن حوشب نے فرمایا: کہ میں نے حضرت ابوسعید سے سنا جبکہ ان کے سامنے راستے میں نماز پڑھنے کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی سواری کیلئے مناسب نہیں ہے کہ اس کے کجاوے ایسی مسجد کی طرف باندھے جائیں جس میں نماز پڑھنے کی خواہش ہو سوائے مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری اس مسجد کے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ راوی شہر بن حوشب حسن الحدیث ہیں اگرچہ ان میں کچھ ضعف ہے۔ وَمِنْهُ مَا جَاءَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدِيْ خَاتَمُ مَسَاجِدِ الْاَنْبِيَاءِ، اَحَقُّ الْمَسَاجِدِ اَنْ يُزَارَ، وَتُشَدُّ اِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، وَمَسْجِدِيْ، صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) فَكَلَامُهٗ عَنِ الْمَسَاجِدِ لِيُبَيِّنَ لِلْاُمَّةِ اَنَّ مَا عَدَا هٰذِهِ

الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ مُتَسَاوٍ فِي الْفَضْلِ فَلَا فَائِدَةَ فِي التَّعَبِ بِالسَّفَرِ اِلٰى غَيْرِهَا. اَمَّا هِيَ فَلَهَا مَزِيْدُ فَضْلٍ؛ اور انہی میں سے وہ روایت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آئی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خاتم النبیین ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں سے آخری ہے اور ان مساجد میں سے سب سے زیادہ اس بات کی حقدار کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی طرف کجاوے باندھے جائیں مسجد حرام اور میری مسجد ہے۔ میری مسجد میں نماز، سوائے مسجد حرام کے باقی مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مساجد کے بارے میں ہے تاکہ امت کو واضح ہو جائے کہ ان تینوں مساجد کے علاوہ باقی تمام مساجد فضیلت میں برابر ہیں، اس لیے دوسروں کی طرف سفر کی تھکاوٹ میں کوئی فائدہ نہیں۔ بہرحال ان تینوں مساجد کی اضافی فضیلت ہے۔ وَلَا دَخْلَ لِلْمَقَابِرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَاِدْخَالُهَا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ يُعْتَبَرُ ضَرْبًا مِنَ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. هٰذَا مَعَ اَنَّ الزِّيَارَةَ مَطْلُوْبَةٌ. بَلْ وَكَثِيْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ يَذْكُرُوْنَهَا فِيْ كُتُبِ الْمَنَاسِكِ عَلٰى اَنَّهَا مِنَ الْمُسْتَحَبَّاتِ؛ اس حدیث میں قبروں کا کوئی دخل نہیں ہے، پس اس حدیث میں انہیں داخل کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی قسم شمار کیا جائے گا۔ یہ اس حقیقت کے باوجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت مطلوب ہے، بلکہ بہت سے علماء مناسک حج کی کتابوں میں اسے (زیارتِ قبر انور کو) ذکر کرتے ہیں کہ مستحبات میں ہے۔ وَيُؤَيِّدُ هٰذَا اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ، نَذْكُرُ جُمْلَةً مِنْهَا: عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ)) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ جَاءَنِيْ زَائِرًا لَا يَعْلَمُ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِيَارَتِيْ، كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ فِيْ مَمَاتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ)) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ زَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ)) اور بہت سی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں، جن میں سے کچھ ہم ذکر کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری (قبر کی) زیارت کیلئے آئے اور میری زیارت کے سوا اس کا کوئی مقصد نہ ہوتو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے وصالِ ظاہری کے بعد حج کیا پھر میری قبر انور کی زیارت کی تو گویا اس نے میری حیات ہی میں میری زیارت کی۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری وفات ظاہری کے بعد میری قبر انور کی زیارت کی تو گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ وَالْحَاصِلُ اَنَّ اَحَادِيْثَ الزِّيَارَةِ لَهَا طُرُقٌ كَثِيْرَةٌ يُقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا، كَمَا نَقَلَهُ الْمُنَاوِيُّ عَنِ الْحَافِظِ الذَّهَبِيِّ فِيْ "فَيْضِ الْقَدِيْرِ، خُصُوْصًا وَاَنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ صَحَّحَهَا اَوْ نَقَلَ تَصْحِيْحَهَا كَالسُّبْكِيِّ وَابْنِ السَّكَنِ وَالْعِرَاقِيِّ وَالْقَاضِيْ عِيَاضٍ فِي "الشِّفَا"، وَالْمُلَّا عَلِي الْقَارِيْ شَارِحُهٗ وَالْخَفَاجِيِّ كَذٰلِكَ فِيْ "نَسِيْمِ الرِّيَاضِ"، وَكُلُّهُمْ مِّنْ حُفَّاظِ الْحَدِيْثِ وَاَئِمَّتِهِ الْمُعْتَمَدِيْنَ وَيَكْفِيْ اَنَّ الْاَئِمَّةَ الْاَرْبَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنْ فُحُوْلِ الْعُلَمَاءِ وَاَرْكَانِ الدِّيْنِ قَالُوْا بِمَشْرُوْعِيَّةِ زِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا نَقَلَهٗ عَنْهُمْ اَصْحَابُهُمْ فِيْ كُتُبِ فِقْهِهِمُ الْمُعْتَمَدَةِ، وَهٰذَا كَافٍ مِنْهُمْ فِيْ تَصْحِيْحِ اَحَادِيْثِ الزِّيَارَةِ وَقُبُوْلِهَا، لِاَنَّ الْحَدِيْثَ الضَّعِيْفَ يَتَاَيَّدُ بِالْعَمَلِ وَالْفَتْوٰى كَمَا هُوَ مَعْرُوْفٌ مِنْ قَوَاعِدِ الْاُصُوْلِيِّيْنَ وَالْمُحَدِّثِيْنَ؛ خلاصہ یہ کہ ان زیارت کی احادیث کے کئی طرق ہیں، جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں جیساکہ امام مناوی نے حافظ ذہبی سے "فیض القدیر" میں نقل کیا ہے۔ خصوصاً جبکہ بعض علماء نے ان احادیث کو صحیح قرار دیا یا صحیح کو نقل کیا جیسے امام سبکی، ابن السکن، امام عراقی، قاضی عیاض نے شفاء شریف میں، اس کے شارح ملا علی قاری نے اور ایسے ہی نسیم الریاض میں امام خفاجی نے نقل کیا ہے اور یہ سب حدیث کے حفاظ اور معتمد ائمہ میں سے ہیں اور یہ کافی ہے کہ چاروں ائمہ اور دیگر جید علماء اور دین کے اہم ستونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مشروعیت کا قول کیا ہے جیساکہ ان کے اصحاب نے ان سے ان کی فقہ کی معتبر کتابوں میں نقل کیا ہے اور ان کی طرف سے احادیثِ زیارت کی تصحیح اور اسے قبول کرنے میں یہ بات کافی ہے کیونکہ ضعیف حدیث عمل اور

فتوی سے تقویت پا جاتی ہے جیساکہ یہ اصولیوں اور محدثین کے اصول میں سے مشہور ہے۔

اَلسُّؤَالُ12: مَا حُكْمُ دُخُوْلِ الْمُسْلِمِ فِيْ طَرِيْقَةٍ صُوفِيَّةٍ وَلِمَاذَا تَتَعَدَّدُ هٰذِهِ الطُّرُقُ؟ وَإِذَا كَانَ التَّصَوُّفُ هُوَ الزُّهْدُ وَالذِّكْرُ وَالسُّلُوْكُ الْحَسَنُ إِلَى اللهِ فَلِمَاذَا لَايَكْتَفِي الْمُسْلِمُ لِمَعْرِفَةِ آدَابٍ وَسُلُوْكِ النَّفْسِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ؟ طریقۂ صوفیہ میں مسلمان کے داخل ہونے کا حکم کیا ہے؟ اور یہ طریقے متعدد کیوں ہیں؟ اور جب تصوف زہد، ذکر اور اللہ کی طرف حسن سلوک ہے تو کیوں ایک مسلمان کو آداب و سلوک نفس کی معرفت کیلئے قرآن و سنت کافی نہیں؟ ص 41

اَلْجَوَابُ: اَلطُّرُقُ الصُّوْفِيَّةُ مُتَعَدِّدَةُ الْمَشَارِبِ وَالْمَنَاهِجِ، فَمَا وَافَقَ مِنْهَا كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مَقْبُوْلٌ، وَمَا خَالَفَ فَهُوَ مَرْفُوْضٌ، وَاَصْلُ التَّصَوُّفِ هُوَ تَرْبِيَةُ الْإِنْسَانِ لِيُطَبِّقَ الْاَحْكَامَ الشَّرْعِيَّةَ بِالشَّكْلِ الصَّحِيْحِ، وَلِيَنْزِعَ مِنْ نَفْسِهِ الْاَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ وَيَغْرِسَ الْاَخْلَاقَ الْحَمِيْدَةَ، وَلِهٰذَا عَرَّفَ بَعْضُهُمُ التَّصَوُّفَ بِاَنَّهُ الْعَمَلُ بِالْعِلْمِ، وَعَرَّفُوْهُ بِاَنَّهُ التَّخَلِّيْ عَنِ الْاَخْلَاقِ الذَّمِيْمَةِ وَالتَّحَلِّيْ بِالْاَخْلَاقِ الْحَمِيْدَةِ؛ صوفی طریقوں کے متعدد مشرب و طریقے ہیں، پس جو چیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافق ہوتو وہ قابل قبول ہے اور جو خلاف ہو وہ مردود ہے۔ تصوف کی اصل انسان کو تربیت دینا ہے تاکہ وہ شرعی احکام کو صحیح طریقے سے عمل میں لائے اور اپنی ذات سے برے اخلاق نکال دے اور اچھے اخلاق اپنائے۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے تصوف کی تعریف اس بات سے کی کہ تصوف علم پر عمل کرنا ہے اور انہوں نے اس کی تعریف اس بات سے کی کہ تصوف اخلاق مذمومہ کو چھوڑنا اور اخلاق حمیدہ سے مزیّن ہونا ہے۔ وَكِبَارُ اَهْلِ التَّصَوُّفِ يُؤَكِّدُوْنَ عَلٰى اَنَّهُ لَايُقْبَلُ مِنْ صُوْفِيٍّ حَالٌ وَلَا مَقَالٌ مَالَمْ يُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ، وَقَدْ شَذَّ قَوْمٌ مِنْهُمْ عَنْ هٰذِهِ الْقَوَاعِدِ وَابْتَدَعُوْا مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللهُ، وَهٰذَا عَيْبٌ عَلَى الْمُبْتَدِعِيْنَ لَا عَلَى الصَّادِقِيْنَ مِنْ اَهْلِ التَّصَوُّفِ؛ فَاِنَّهُ مَا مِنْ جَمَاعَةٍ اِسْلَامِيَّةٍ اِلَّا وَشَذَّ فِيْهَا جَمَاعَةٌ، وَلَايَجُوْزُ تَحْمِيْلُ ذَنْبِ الطَّالِحِ لِلصَّالِحِ؛ اور کبار اہلِ تصوف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی صوفی کا حال یا قول اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوتا جب تک وہ قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو، کچھ لوگوں نے ان اصولوں سے انحراف کیا اور ایسی بدعات ایجاد کیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور یہ عیب ان بدعتیوں پر ہے، اہلِ تصوّف میں سے سچوں پر نہیں ہے، کیونکہ کوئی اسلامی گروہ ایسا نہیں ہے جس میں کسی گروہ نے انحراف نہ کیا ہو، لیکن اچھے شخص پر برے شخص کے گناہ کی ذمہ داری ڈالنا درست نہیں۔ وَفِيْ هٰذَا الزَّمَنِ ظُلِمَ تَصَوُّفُ الصُّوْفِيَّةِ مِنْ طَائِفَتَيْنِ: اَلْاُوْلٰى: قَوْمٌ تَسَمَّوْا بِاِسْمِهِمْ وَاَسَاءُوْا اِلَيْهِمْ بِتَصَرُّفَاتٍ غَيْرِ شَرْعِيَّةٍ، وَالثَّانِيَةُ: قَوْمٌ نَظَرُوْا اِلٰى شَوَاذِّ الصُّوْفِيَّةِ فَهَاجَمُوا الصَّالِحَ وَالطَّالِحَ مَعَ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ وَلَا شَكَّ اَنَّ فِي الصُّوْفِيَّةِ هٰذِهِ الْاَيَّامَ جَمَاعَةً مُسْتَقِيْمَةً مُلْتَزِمَةً بِالْمَنْهَجِ الصَّحِيْحِ، فَمَنْ بَحَثَ عَنْهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَدْ ظَفِرَ بِخَيْرٍ عَظِيْمٍ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْهُمْ فَفِيْ تَعَالِيْمِ الشَّرِيْعَةِ الْاِسْلَامِيَّةِ الْوَاضِحَةِ مَايُغْنِيْهِ؛ اس زمانے میں صوفیوں کے تصوف پر دو ٹولوں (پارٹیوں) کی جانب سے ظلم ہوا ہے۔ ❶ ایسی قوم جس نے ان کے نام کے ساتھ اپنا نام (صوفی) رکھا اور غیر شرعی معاملات سے ان سے بدسلوکی کی۔ ❷ ایسی قوم جماعت جس نے صوفیوں میں سے منحرف لوگوں کو دیکھا تو نیک و بد سب پر اعتراض کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دنوں صوفیوں میں ایسی جماعتِ مستقیم ہے جو صحیح طریقے پر کاربند ہے۔ جس نے ان کو ڈھونڈا اور پا لیا تو وہ بڑی بھلائی کے ساتھ کامیاب ہوگیا اور جس نے انہیں نہ پایا تو شریعتِ اسلامیہ کی واضح تعلیمات میں وہ چیزیں ہیں جو اسے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ اَمَّا الشَّيْخُ فَهُوَ الْقَيِّمُ، اَوِ الْاُسْتَاذُ يَرٰى مَنْهَجًا مُعَيَّنًا هُوَ الْاَكْثَرُ تَنَاسُبًا مَعَ هٰذَا الْمَرِيْضِ، اَوْ تِلْكَ الْحَالَةِ، اَوْ هٰذَا الْمُرِيْدِ اَوِ الطَّالِبِ، وَكَانَ مِنْ هَدْيِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْصَحَ كُلَّ اِنْسَانٍ بِمَا يُقَرِّبُهُ اِلَى اللهِ وَفْقًا لِتَرْكِيْبَةِ نَفْسِ الشَّخْصِ الْمُخْتَلِفَةِ، فَيَأْتِيْهِ رَجُلٌ فَيَقُوْلُ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللهِ، اَخْبِرْنِيْ عَنْ شَيْءٍ يُبْعِدُنِيْ عَنْ غَضَبِ اللهِ، فَيَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَغْضَبْ))، وَيَأْتِيْهِ آخَرُ يَقُوْلُ: اَخْبِرْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ فَيَقُوْلُ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ))، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ مَنْ يُكْثِرُ مِنَ الْقِيَامِ بِاللَّيْلِ،

وَمِنْهُمْ مَنْ يُكْثِرُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُكْثِرُ مِنَ الْجِهَادِ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُكْثِرُ مِنَ الصَّدَقَةِ؛ بہرحال شیخ (مرشد) وہ نگہبان یا استاد ہوتا ہے جو اِس مریض، اُس حالت، اِس مرید یا طالب کیلئے کسی خاص طریقے کو زیادہ موزوں سمجھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول میں سے تھا کہ ہر شخص کو فرد کی مختلف نفسیاتی ساخت کے مطابق اس چیز کی نصیحت کرتے تھے جو اسے اللہ سے قریب کر دے، پس ایک آدمی آکر کہتا ہے: يَارَسُوْلَ اللهِ! مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئیے جو مجھے اللہ کے غضب سے دور کر دے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((غصہ نہ کیا کرو)) اور ایک دوسرا شخص آکر کہتا ہے: مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئیے جس پر میں مضبوطی سے جم جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری زبان ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے کچھ وہ تھے جو رات کو کثرت سے نماز پڑھتے تھے، کچھ کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے، کچھ کثرت سے جہاد کرنے والے، کچھ کثرت سے ذکر الٰہی میں مشغول اور کچھ کثرت سے صدقہ کرنے والے تھے۔ وَهٰذَا لَايَعْنِيْ تَرْكَ شَيْءٍ مِنَ الْعِبَادَةِ، وَإِنَّمَا هُنَاكَ عِبَادَةٌ مُعَيَّنَةٌ يُكْثِرُ مِنْهَا السَّالِكُ حَتّٰى تُوْصِلَهُ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ. وَعَلٰى اَسَاسِهَا تَتَعَدَّدُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَلٰكِنَّ فِي النِّهَايَةِ تَتَعَدَّدُ الْمَدَاخِلُ وَالْجَنَّةُ وَاحِدَةٌ، يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِكُلِّ اَهْلِ عَمَلٍ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يُدْعَوْنَ بِذٰلِكَ الْعَمَلِ، وَلِاَهْلِ الصِّيَامِ بَابٌ يُدْعَوْنَ مِنْهُ، يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ)) فَكَذٰلِكَ الطُّرُقُ تَتَعَدَّدُ الْمَدَاخِلُ وَالْاَسَالِيْبُ، وَفْقًا لِلشَّيْخِ وَالْمُرِيْدِ نَفْسِهٖ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَهْتَمُّ بِالصِّيَامِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَهْتَمُّ بِالْقُرْآنِ اَكْثَرَ وَلَايُهْمِلُ الصِّيَامَ، وَهٰكَذَا؛ اس سے عبادت میں سے کسی کو ترک کرنا مراد نہیں ہے، مراد یہاں صرف عبادت مخصوصہ ہے جسے سالک کثرت سے ادا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے اللہ عزوجل تک پہنچا دے اور اس بنا پر جنت کے دروازے بے شمار ہیں لیکن آخر میں راستے بے شمار ہیں اور جنت ایک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر عمل والوں کیلئے جنت کا ایک دروازہ مقرر ہے جن سے ان کو ان کے عمل کی بنیاد پر بلایا جائے گا چنانچہ روزہ داروں کیلئے بھی ایک دروزاہ ہوگا جس کا نام ریان ہے۔ اسی طرح یہ طرق مرشد اور خود مرید کے مطابق مختلف راستے اور اسلوب ہیں، تو ان میں سے کوئی روزوں کا اہتمام کرتا ہے، تو کوئی قرآن کا اہتمام زیادہ کرتا ہے اور روزوں کو نہیں چھوڑتا اور اسی طرح دیگر عبادتیں ہیں۔ وَاَخِيْرًا نَرُدُّ عَلٰى مَنْ يَقُوْلُ: «لِمَاذَا لَانَتَعَلَّمُ آدَابَ السُّلُوْكِ وَتَطْهِيْرَ النَّفْسِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ مُبَاشَرَةً، فَهٰذَا كَلَامٌ ظَاهِرُهٗ حَسَنٌ، وَبَاطِنُهٗ بَعِيْدٌ عَنِ الْحَقِّ؛ لِاَنَّنَا مَا تَعَلَّمْنَا اَرْكَانَ الصَّلَاةِ، وَسُنَنَهَا، وَمَكْرُوهَاتِهَا بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، وَإِنَّمَا تَعَلَّمْنَا ذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ يُقَالُ لَهٗ "عِلْمُ الْفِقْهِ"، صَنَّفَهُ الْفُقَهَاءُ وَاسْتَنْبَطُوْا كُلَّ تِلْكَ الْاَحْكَامِ مِنَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ؛ اور آخر میں ہم ان لوگوں کو جواب دیتے ہیں جو کہتے ہیں: کہ ہم براہِ راست قرآن وسنت سے ہی اخلاق اور پاکیزگیٔ نفس کے آداب کیوں نہ سیکھ لیں؟ تو یہ ایسا کلام ہے جس کا ظاہر اچھا ہے، لیکن حق سے بعید ہے۔ کیونکہ ہم ارکانِ نماز، سُنن نماز اور مکروہاتِ نماز قرآن و حدیث پڑھنے سے نہیں سیکھتے، صرف ہم اسے ایسے علم سے سیکھتے ہے جسے "علمِ فقہ" کہا جاتا ہے جسے فقہاء نے مرتب کیا اور انہوں نے ان تمام احکام کو قرآن و سنت سے اخذ کیا ہے۔ وَكَذٰلِكَ هُنَاكَ اَشْيَاءُ لَمْ نَجِدْ فِي الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ، وَلَابُدَّ مِنْ تَعَلُّمِهَا عَلَى الشَّيْخِ وَمُشَافَهَتِهٖ، وَلَايَصْلُحُ فِيْهَا الْاِكْتِفَاءُ بِالْكِتَابِ كَعِلْمِ التَّجْوِيْدِ، كَذٰلِكَ عِلْمُ التَّصَوُّفِ عِلْمٌ وَضَعَهُ عُلَمَاءُ التَّصَوُّفِ مِنْ اَيَّامِ سَيِّدِنَا الْجُنَيْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الْقَرْنِ الرَّابِعِ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا؛ اسی طرح کچھ ایسی اشیاء ہیں جنہیں ہم قرآن و حدیث میں نہیں پاتے، بلکہ انہیں شیخ سے اور براہِ راست (اس کے سامنے) سیکھنا ضروری ہوتا ہے، ان امور میں صرف کتابوں پر انحصار کرنا درست نہیں ہے جیساکہ علم تجوید، اسی طرح علم تصوف بھی ایک علم ہے جسے علماء تصوف نے چوتھی صدی میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر ہمارے اس دور تک ترتیب دیا ہے۔

اَلسُّؤَالُ13: هَلْ هُنَاكَ كَرَامَاتٌ تَحْدُثُ لِبَعْضِ الصَّالِحِيْنَ فِيْ حَيَاتِهِمْ، وَهَلْ تَسْتَمِرُّ بَعْدَ انْتِقَالِهِمْ مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اِلَى الْحَيَاةِ الْبَرْزَخِيَّةِ؟ کیا بعض صالحین سے ان کی زندگی میں کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں؟ اور کیا یہ ان کی دنیاوی زندگی سے برزخی زندگی کی طرف منتقل ہونے کے بعد جاری رہتی ہیں؟ ص 44

اَلْجَوَابُ: نَعَمْ يَجِبُ اَنْ نَعْتَقِدَ اَنَّ كَرَامَاتِ الْاَوْلِيَاءِ حَقٌّ، اَيْ جَائِزَةٌ وَوَاقِعَةٌ فِيْ حَيَاتِهِمْ وَبَعْدَ وَفَاتِهِمْ وَلَايُنْكِرُ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ عَمِيَتْ بَصِيْرَتُهٗ وَفَسَدَتْ

سَرِیْرَتُہٗ، وَالدَّلِیْلُ عَلٰی وُقُوْعِھَا ثَابِتٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْاَحَادِیْثِ؛ فَالْقُرْآنُ مَا حَکَاہُ اللّٰہُ فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ کَقِصَّۃِ مَرْیَمَ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ۔ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا۔ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا۔ قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ قَالَ اَھْلُ التَّفْسِیْرِ کَانَ یُوْجَدُ عِنْدَھَا فَاکِھَۃُ الشِّتَاءِ فِی الصَّیْفِ وَفَاکِھَۃُ الصَّیْفِ فِی الشِّتَاءِ، وَکَانَ یَجِیْئُھَا ذٰلِکَ مِنْ طَرِیْقٍ غَیْرِ مَاْلُوْفٍ، وَذٰلِکَ ھُوَ الْکَرَامَۃُ اَکْرَمَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِھَا، وَقَالَ تَعَالٰی فِیْ حَقِّھَا اَیْضًا: ﴿وَھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا﴾ جی ہاں! ہمیں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اولیاء کی کرامتیں حق ہیں، یعنی درست ہیں اور ان کی زندگی میں اور ان کے وصال کے بعد بھی واقع ہوتی ہیں اور اس کا انکار وہی کرتا ہے جس کی بصیرت اندھی ہوگئی ہو اور اس کا باطن خراب ہوگیا ہو۔ اس کے وقوع پر دلیل قرآن و احادیث سے ثابت ہے؛ پس قرآن میں دلیل وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب میں بیان فرمایا، جیسے قصۂ حضرت مریم رضی اللہ عنہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب کبھی زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس پھل پاتے۔ (زکریا نے) سوال کیا: اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے۔ مفسرین نے کہا کہ ان کے پاس گرمیوں میں سردیوں کے پھل اور سردیوں میں گرمیوں کے پھل ہوتے تھے اور یہ غیر معروف طریقے سے آتے تھے، یہ کرامت ہی تھی جس کے ساتھ اللہ نے اسے عزت دی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ بھی فرمایا: "اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، وہ تم پر عمدہ تازہ کھجوریں گرائے گا" وَمِنْ ذٰلِکَ قِصَّۃُ اَھْلِ الْکَھْفِ فَقَدْ ذَکَرَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہٖ اَنَّھُمْ نَامُوْا ثَلَاثَ مِائَۃٍ وَتِسْعَۃَ اَعْوَامٍ دُوْنَ اَنْ یَتَنَاوَلُوْا فِیْھَا طَعَامًا وَلَا شَرَابًا وَاَنَّہٗ تَعَالٰی تَوَلّٰی تَقْلِیْبَھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ بِدُوْنِ اَیِّ سَبَبٍ لِئَلَّا تَتَاَلَّمَ جُنُوْبُھُمْ؛ وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَعَلَ الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ وَاِذَا غَرَبَتْ لَا تُصِیْبُ الْمَکَانَ الَّذِیْ ھُمْ فِیْہِ حِفْظًا لَھُمْ مِنْ حَرَارَۃِ الشَّمْسِ اِنْ تُؤْذِیْھِمْ؛ وَمِمَّا ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ اَیْضًا کَرَامَۃَ الْخَضِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ؛ اسی میں سے اصحابِ کہف کا قصہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ وہ تین سو نو سال تک بغیر کچھ کھائے پیئے سوئے رہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بغیر کسی سبب کے دائیں بائیں پھیرنا اپنے ذمۂ کرم پر لیا تاکہ ان کے پہلو تکلیف محسوس نہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے سورج کو مقرر کیا کہ جب وہ طلوع ہو اور جب وہ غروب ہو تو انہیں سورج کی گرمی سے بچانے کیلئے اگر گرمی انہیں اذیت دے تو اس جگہ نہ پہنچے جہاں وہ تھے اور ان میں سے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی ذکر کیا ہے حضرت خضر علیہ السلام کی کرامت ہے۔ وَمِنْ ذٰلِکَ مَا تَوَاتَرَ مَعْنَاہُ مِنْ کَرَامَاتِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ اِلٰی وَقْتِنَا بِمَا مَلَأَ الْاٰفَاقَ وَسَارَتْ بِہِ الرِّفَاقَ، فَقَدْ رَوَی الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ اَنَّ سَیِّدَنَا خُبَیْبًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَاْکُلُ الْفَاکِھَۃَ فِیْ غَیْرِ اَوَانِھَا وَھُوَ اَسِیْرٌ بِمَکَّۃَ مُوْثَقٌ بِالْحَدِیْدِ وَلَمْ یَکُنْ بِمَکَّۃَ یَوْمَئِذٍ ثَمَرَۃٌ، وَمَا ھُوَ اِلَّا رِزْقٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ، فَھِیَ کَرَامَۃٌ لَہٗ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ اَیْضًا اَنَّ سَیِّدَنَا عَاصِمًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا قُتِلَ اَرَادَ الْمُشْرِکُوْنَ اَنْ یَّاْخُذُوْا قِطْعَۃً مِنْ جَسَدِہٖ فَبَعَثَ اللّٰہُ مِثْلَ الظُّلَّۃِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْہُ مِنْ رُسُلِھِمْ، وَھٰذِہٖ کَرَامَۃٌ لِعَاصِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بَعْدَ مَوْتِہٖ؛ ان میں وہ روایات ہیں جن کا تعلق صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں کی کرامات سے لے کر ہمارے زمانے تک کی ایسی کرامات سے بکثرت ہے جنہوں نے آفاق کو بھر دیا اور ساتھیوں نے انہیں عام کیا، پس امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ مکہ میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے قیدی ہونے کی حالت میں بے موسم کے پھل کھایا کرتے تھے حالانکہ مکہ میں اس وقت پھل نہ ہوتے تھے، تو یہ وہی رزق تھا جو اللہ نے انہیں عطا کیا تھا، تو یہ ان کی کرامت تھی اور امام بخاری نے یہ بھی روایت کیا کہ حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ عنہ جب شہید ہوئے تو مشرکوں نے ارادہ کیا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ لیں، تو اللہ تعالیٰ نے سایے جیسا شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیجا، جس نے ان کی (کفار کے) قاصدوں سے حفاظت کی، یہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی ان کے وصال کے بعد کی کرامت ہے۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ لَیْلَۃٍ ظَلْمَاءَ فَتَحَدَّثَا عِنْدَہٗ حَتّٰی اِذَا خَرَجَا اَضَاءَتْ لَھُمَا عَصَا اَحَدِھِمَا فَمَشَیَا فِیْ ضَوْئِھَا فَلَمَّا تَفَرَّقَ بِھِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا عَصَاہُ فَمَشٰی فِیْ ضَوْئِھَا، اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ، فَکَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ کَثِیْرَۃٌ لَا تَدْخُلُ تَحْتَ الْحَصْرِ، فَمِنْھُمْ مَنْ دَخَلَ النَّارَ فَلَمْ تُؤَثِّرْ فِیْہِ وَمِنْھُمْ مَنْ وَقَعَ عَلٰی یَدَیْہِ اِحْیَاءُ الْمَوْتٰی وَمِنْھُمْ اَھْلُ الْخُطْوَۃِ، وَمِنْھُمْ مَنْ یَمْشِیْ فِی الْھَوَاءِ وَالْمَاءِ، وَمِنْھُمْ مَنْ اَطَاعَتْہُ الْجِنُّ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ؛ حضرت انس رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما ایک اندھیری رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ جب وہ (گھر کیلئے) نکلے تو ان میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی، تو دونوں اس کی روشنی میں چلے، پھر جب ان دونوں کے راستے جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی، تو وہ اس کی روشنی میں چلے، اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامتیں ایسی کثیر ہیں جو شمار سے باہر ہیں، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو آگ میں داخل ہوئے تو آگ نے اثر نہ کیا، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے ہاتھوں مردے زندہ ہوئے، ان میں کچھ ایک قدم پر چلنے والے ہیں، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو ہوا و پانی پر چلتے ہیں، ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کی جنات اطاعت کرتے ہیں اور اسی طرح کی دوسری کرامتیں ہیں۔

تَنْبِيْهٌ: خَوَارِقُ الْعَادَاتِ اِنْ كَانَتْ عَلٰى يَدِ كَافِرٍ اَوْ فَاسِقٍ فَهِيَ اِسْتِدْرَاجٌ وَاِنْ كَانَتْ عَلٰى يَدِ وَلِيٍّ فَهِيَ كَرَامَةٌ؛ تنبیہ: اگر خلافِ عادت واقعات کافر یا فاسق کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو وہ "استدراج" ہیں اور اگر ولی کے ہاتھ پر ہوں تو وہ "کرامت" ہیں۔

اَلسُّؤَالُ14: مَا حُكْمُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْمَيِّتِ عِنْدَ الْقَبْرِ؟ وَهَلْ يَصِلُ ثَوَابُهَا اِلَيْهِ؟ قبر کے پاس میت کیلئے قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے؟ اور کیا اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے؟ ص 46

اَلْجَوَابُ: ذَهَبَ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ اِلَى اسْتِحْبَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْمَيِّتِ، لِمَا رُوِيَ اَنَسٌ مَرْفُوْعًا قَالَ: ((مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَاَ فِيْهَا (يٰس) خُفِّفَ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ، وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِهِمْ حَسَنَاتٌ)) وَلِمَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((اِقْرَءُوْا عَلٰى مَوْتَاكُمْ سُوْرَةَ يٰس)) حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے جمہور (اکثر) علماء میت کیلئے قرآن پڑھنے کے استحباب کی طرف گئے ہیں، اس روایت کی وجہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قبرستان میں داخل ہوا اور اس میں (سورۂ یٰس) پڑھی تو اس دن ان (مردوں) پر (عذاب میں) تخفیف کی جاتی ہے اور اس کیلئے ان کی تعداد کے برابر نیکیاں ہیں۔ اس روایت کی وجہ سے جسے امام احمد، ابوداود اور ابن ماجہ نے حضرت معقل بن یسار سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں پر سورۂ یٰس پڑھا کرو۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مُطْلَقٌ فَيَشْمَلُ الْقِرَاءَةَ حَالَ الْاِحْتِضَارِ وَبَعْدَ الْوَفَاةِ، وَاَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ، وَلْيُقْرَاْ عِنْدَ رَاْسِهٖ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ قَبْرِهٖ)) علماء نے کہا: یہ حدیث مطلق (عام) ہے، تو یہ وقتِ وفات اور بعدِ وفات کی حالت کو شامل ہے اور امام طبرانی اور امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ: جب کوئی مرجائے تو اسے روک نہ رکھو، اسے اس کی قبر تک جلدی پہنچاؤ اور اس کے سر کے پاس سورۂ فاتحہ اور پیروں کے پاس سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ: اَنَّ جَمَاعَةً مِنَ السَّلَفِ اَوْصَوْا اَنْ يُقْرَاَ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ وَمِنْهُمُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَوْصٰى اَنْ يُقْرَاَ عِنْدَ قَبْرِهٖ بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا، وَاَنَّ الْاَنْصَارَ كَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰى قَبْرِهٖ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ عِنْدَهٗ، اِنْتَهٰى؛ علماء نے کہا: بے شمار سلف نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبروں پر قرآن پڑھا جائے، انہی میں سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر سورۂ بقرہ کی ابتداء و خاتمہ پڑھا جائے اور یہ بھی کہ انصار جب کسی کی وفات ہوتی تو وہ اس کی قبر پر بار بار جاتے اور اس کے پاس قرآن پڑھتے تھے، ان کا کلام ختم ہوا۔

وَذَكَرَ الْعُلَمَاءُ اَنَّهٗ يَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ صَلَاةً كَانَتْ اَوْ قِرَاءَةً اَوْ غَيْرَهُمَا، وَيَدُلُّ لِذٰلِكَ مَا اَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثٍ جَاءَ فِيْهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ ((يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ اَبَرُّهُمَا فِيْ حَالِ حَيَاتِهِمَا، فَكَيْفَ لِيْ بِبِرِّهِمَا بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ لَهُمَا مَعَ صَلَاتِكَ وَاَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِيَامِكَ)) اور علماء نے ذکر کیا ہے کہ انسان کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو بخش دے، چاہے وہ نماز ہو، قرآن کی تلاوت ہو یا ان کے علاوہ کوئی عمل ہو اور وہ حدیث اس کی دلیل بنتی ہے جسے دارقطنی نے اس حدیث سے نقل کیا ہے،

جس میں آیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین تھے جن کے ساتھ میں ان کی زندگی میں نیکی کرتا تھا تو ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ نیکی کیسے کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے ساتھ نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ ان کیلئے نماز پڑھو اور اپنے روزے کے ساتھ ان کیلئے روزے رکھو۔ فَمَذْهَبُ مَنِ اسْتَحَبَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ وَاَجَازَهَا هُوَ الْاَقْوٰى؛ حَتّٰى اِنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ رَاٰى اَنَّ هٰذِهِ الْمَسْاَلَةَ مَسْاَلَةُ اِجْمَاعٍ وَصَرَّحُوْا بِذٰلِكَ، وَمِمَّنْ ذَكَرَ هٰذَا الْاِجْمَاعَ الْاِمَامُ ابْنُ قُدَامَةَ الْمَقْدِسِيُّ الْحَنْبَلِيُّ حَيْثُ قَالَ: وَاَيُّ قُرْبَةٍ فَعَلَهَا وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لِلْمَيِّتِ الْمُسْلِمِ، نَفَعَهٗ ذٰلِكَ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ اِلٰى اَنْ قَالَ: قَالَ بَعْضُهُمْ: اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ عِنْدَ الْمَيِّتِ اَوْ اُهْدِيَ اِلَيْهِ ثَوَابُهٗ، كَانَ الثَّوَابُ لِقَارِئِهٖ، وَيَكُوْنُ الْمَيِّتُ كَاَنَّهٗ حَاضِرُهَا، فَتُرْجَى لَهُ الرَّحْمَةُ۔ وَلَنَا مَا ذَكَرْنَاهُ، وَاَنَّهٗ اِجْمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّهُمْ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ وَمِصْرٍ يَجْتَمِعُوْنَ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، وَيُهْدُوْنَ ثَوَابَهٗ اِلٰى مَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ؛ پس جن (علماء) نے (میت کیلئے) قرآن پڑھنے کو مستحب اور جائز قرار دیا ہے ان کا مذہب ہی زیادہ قوی ہے، حتی کہ بعض علماء نے اس مسئلے پر اجتماع ہونے کا بھی اظہار کیا ہے اور اس کی صراحت کی ہے اور ان میں سے جنہوں نے اس اجماع کو ذکر کیا ہے امام ابن قدامہ مقدسی حنبلی ہیں اس حیثیت سے کہ انہوں نے کہا: اور وہ نیکی جسے کوئی شخص کرے اور اس کا ثواب کسی مسلمان میت کو دے دے، تو ان شاء اللہ وہ اسے نفع دے گا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا: بعض علماء نے کہا ہے کہ جب میت کے پاس قرآن پڑھا جائے یا اسے اس کا ثواب ہدیہ کیا جائے، تو ثواب پڑھنے والے کو ملے گا اور میت ایسے ہو جائے گا جیسے وہ مجلس میں موجود ہو اور اس کیلئے کی رحمت کی امید کی جاتی ہے اور ہماری دلیل وہی ہے جسے ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ کہ یہ مسلمانوں کا اجماع ہے کیونکہ وہ ہر زمانے اور ہر شہر میں جمع ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں اور بغیر کسی انکار کے اس کا ثواب اپنے مردوں کو ہدیہ کرتے ہیں۔ وَقَدْ نَقَلَ الْاِجْمَاعَ اَيْضًا الشَّيْخُ الْعُثْمَانِيُّ الدِّمَشْقِيُّ الشَّافِعِيُّ، وَعِبَارَتُهٗ فِيْ ذٰلِكَ: «وَاَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّ الْاِسْتِغْفَارَ وَالدُّعَاءَ وَالصَّدَقَةَ، وَالْحَجَّ وَالْعِتْقَ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُ اِلَيْهِ ثَوَابُهٗ، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ مُسْتَحَبَّةٌ؛ شیخ عثمانی دمشقی شافعی نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اس بارے میں ان کی عبارت یہ ہے: علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ استغفار، دعا، صدقہ، حج اور غلام آزاد کرنا میت کو نفع دیتا ہے اور اس کا ثواب اس تک پہنچتا ہے اور قبر کے پاس قرآن پڑھنا مستحب ہے۔ وَنَصَّ الْعُلَمَاءُ عَلٰى وُصُوْلِ ثَوَابِ الْقِرَاءَةِ لِلْمَيِّتِ وَاَخَذُوْا ذٰلِكَ مِنْ جَوَازِ الْحَجِّ عَنْهُ وَوُصُوْلِ ثَوَابِهٖ اِلَيْهِ؛ لِاَنَّ الْحَجَّ يَشْتَمِلُ عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةُ تُقْرَأُ فِيْهَا الْفَاتِحَةُ وَغَيْرُهَا، وَمَا وَصَلَ كُلُّهٗ وَصَلَ بَعْضُهٗ، فَثَوَابُ الْقِرَاءَةِ يَصِلُ لِلْمَيِّتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى خُصُوْصًا اِذَا دَعَا الْقَارِئُ اَنْ يَهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِثْلَ ثَوَابِ قِرَاءَتِهٖ لِلْمَيِّتِ؛ اور علماء نے میت کو قرآن پڑھنے کے ثواب پہنچنے صراحت کی ہے اور انہوں نے اس کی طرف سے حج کے جائز ہونے اور اس تک اس کے ثواب کے پہنچنے سے اس کا استدلال کیا ہے کیونکہ حج، نماز پر مشتمل ہے اور نماز میں سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھی جاتی ہیں اور جس کل (حج) کا ثواب پہنچتا ہے تو اس کے بعض حصے (نماز) کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔ پس قراءت کا ثواب اللہ تعالیٰ کے اذن سے میت کو پہنچتا ہے، خصوصاً جب پڑھنے والا دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ میت کو اس کی قراءت کے ثواب کی مثل عطا فرمائے۔ خُلَاصَةُ الْبَحْثِ: لَا مَانِعَ شَرْعًا مِنِ اجْتِمَاعِ النَّاسِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَخَتْمِهٖ وَهِبَةِ ثَوَابِ هٰذَا الْعَمَلِ الصَّالِحِ اَوْ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ اِلَى الْمَيِّتِ؛ سَوَاءٌ كَانَ ذٰلِكَ حَالَ وَفَاتِهٖ اَوْ بَعْدَهَا، فِيْ مَنْزِلِهٖ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ، عِنْدَ الْقَبْرِ اَوْ غَيْرِهٖ، وَقَدْ وَرَدَ فِيْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ تَشْمَلُ حَالَ الْاِحْتِضَارِ وَبَعْدَهٗ وَقَدْ اَلَّفَ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْاَلَةِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ؛ مِنْهُمُ الْاِمَامُ الْخَلَّالُ الْحَنْبَلِيُّ (الْمُتَوَفّٰى: ٣١١هـ) وَالْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ الْمَقْدِسِيُّ الْحَنْبَلِيُّ، وَالسَّيِّدُ عَبْدُاللّٰهِ الْغُمَارِيُّ، حَتّٰى اِنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ نَقَلُوا الْاِجْمَاعَ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّتِهٖ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ؛ بحث کا خلاصہ: قرآن پڑھنے، مکمل کرنے، اس عملِ صالح اور دیگر اعمالِ صالحہ کا ثواب میت کو ہبہ کرنے پر لوگوں کے اجتماع میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، خواہ یہ (عمل) اس کی وفات کے وقت یا اس کے بعد ہو، اس کے گھر میں یا مسجد میں ہو، قبر کے پاس یا کسی اور جگہ ہو اور اس بارے میں ایسی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جو بوقتِ وفات اور اس کے بعد کی حالت مشتمل ہیں اور اس مسئلہ میں علماء کی ایک جماعت نے کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں سے امام خلال حنبلی (متوفی 311ھ)، حافظ شمس الدین مقدسی حنبلی اور سید عبداللہ غماری ہیں۔ یہاں تک کہ بعض علماء نے بغیر کسی انکار کے اس (عمل) کی مشروعیت (جائز و ہونے) پر اجماع نقل کیا ہے۔

اَلسُّؤَالُ15: يَسْتَدِلُّ كَثِيْرٌ مِّنَ الْمُتَشَدِّدِيْنَ عَلٰى عَدَمِ جَوَازِ اُمُوْرٍ كَثِيْرَةٍ يَقُوْمُ بِهَا الْمُسْلِمُوْنَ بِحُجَّةِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْعَلْهَا هُوَ وَاَصْحَابُهٗ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ۔ فَهَلْ تَرْكُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ لِاَمْرٍ يَدُلُّ عَلٰى عَدَمِ جَوَازِ فِعْلِهٖ؟ بہت سے شدت پسند لوگ ایسے بہت سے امور کہ جنہیں مسلمان قائم کرتے ہیں ان کے ناجائز ہونے پر اس دلیل سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ نے وہ امور نہیں کیے۔ تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا کسی امر کو ترک کرنا، اس فعل کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے؟ ص 49

اَلْجَوَابُ: قَالَ رَئِيْسُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ الْعَلَّامَةُ مَوْلَانَا نَقِيْ عَلِيْ خَانْ (ت: ١٢٩٧ھ) فِيْ "اِذَاقَةُ الْاٰثَامِ لِمَانِعِيْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامِ" "اَلتَّرْكُ الْمُجَرَّدُ وَعَدَمُ الْوُقُوْعِ لَيْسَ دَلِيْلًا عَلَى الْكَرَاهَةِ لِاَنَّ التَّرْكَ رُبَّمَا يَكُوْنُ مِنْ جِهَةٍ اُخْرٰى، وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ فِيْ حَاشِيَتِهٖ: «بَلِ التَّرْكُ مَالَمْ يَكُنْ بِمَعْنَى الْكَفِّ وَالْاِحْتِرَازِ الْقَصْدِيِّ وَالْاِجْتِنَابِ الْعَمَدِيِّ لَايَكُوْنُ مِنْ اَفْعَالِ الْمُكَلَّفِيْنَ اَصْلًا وَلَايَكُوْنُ تَحْتَ الْقُدْرَةِ الْبَشَرِيَّةِ فَكَيْفَ يُتَصَوَّرُ فِيْهِ الْاِتِّبَاعُ»؟ رئیس المتکلمین علامہ مولانا نقی علی خان (متوفی1297ھ) نے "اِذَاقَةُ الْاٰثَامِ لِمَانِعِيْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ وَالْقِيَامِ" میں فرمایا: محض ترک کرنا اور وقوع نہ ہونا، کراہت پر دلیل نہیں، کیونکہ ترک بسااوقات کسی اور وجہ سے ہوتا ہے اور امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے اپنے حاشیہ میں فرمایا: بلکہ ترک جب تک رکنے اور احتراز قصدی و اجتناب عمدی کے معنٰی میں نہ ہو، وہ اصلًا مکلفین کے افعال میں سے نہیں ہوتا اور نہ ہی انسانی قدرت کے تحت ہوتا ہے، تو اس میں اتباع کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے؟ قَالَ الْاِمَامُ السَّرَخْسِيُّ فِيْ اُصُوْلِهٖ: اَلْفِعْلُ قِسْمَانِ: اَخْذٌ، وَتَرْكٌ ثُمَّ اَحَدُ قِسْمَيْ اَفْعَالِهٖ وَهُوَ التَّرْكُ لَايُوْجِبُ الْاِتِّبَاعَ عَلَيْنَا اِلَّا بِدَلِيْلٍ فَكَذٰلِكَ الْقِسْمُ الْاٰخَرُ، قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ قُدَامَةَ فِيْ "الْمُغْنِيْ": «تَرْكُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدُلُّ عَلَى الْكَرَاهَةِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ يَتْرُكُ الْمُبَاحَ كَمَا يَفْعَلُهٗ، قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ فِيْ "الْاَحْكَامِ": «لَيْسَ التَّرْكُ بِدَلِيْلٍ عَلَى الْاِمْتِنَاعِ؛ امام سرخسی نے اپنی اصول کی کتاب میں فرمایا: فعل کی دو قسمیں ہیں: اختیارِ فعل اور ترکِ فعل اور افعال کی قسموں میں سے ایک قسم ترکِ فعل دلیل کے ساتھ ہی ہم پر اتباع کو واجب کرتی ہے، تو ایسے ہی دوسری قسم (اختیارِ فعل) ہے۔ امام ابن قدامہ نے "المغنی" میں کہا ہے: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑنا ناپسندیدگی پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مباح چیز کو چھوڑتے ہیں جیسے اسے کرتے ہیں۔ امام ابن دقیق العید نے "الْاَحْكَام" میں فرمایا: ترک کسی چیز کے ممنوع ہونے پر دلیل نہیں ہوتا۔ فَثَبَتَ اَنَّ تَرْكَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَمْرٍ مَا لَايَدُلُّ عَلٰى عَدَمِ جَوَازِ فِعْلِهٖ مَا لَمْ يَقْتَرِنْ بِنَهْيٍ، وَهٰذَا مَا عَبَّرَ عَنْهُ الْعُلَمَاءُ بِقَوْلِهِمْ: «اَلتَّرْكُ لَيْسَ بِحُجَّةٍ»، وَهٰذَا هُوَ الْفَهْمُ الصَّحِيْحُ الَّذِيْ فَهِمَهُ الصَّحَابَةُ الْكِرَامُ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، وَهُوَ الْمُسْتَقِرُّ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ سَلَفًا وَخَلَفًا؛ پس ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی امر کو ترک کرنا اس فعل کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا جب تک کہ وہ روکنے سے ملا ہوا نہ ہو اور یہی وہ بات ہے جس کو علماء نے اپنے قول "ترک کرنا حجت نہیں ہے" سے تعبیر کیا ہے۔ یہی وہ صحیح تصور ہے جسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھا ہے اور یہی سلف و خلف علماءِ مسلمین کے ہاں ثابت شدہ ہے۔ فَفِعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ اَفْرَادِ الْعُمُوْمِ الشُّمُوْلِيِّ اَوِ الْبَدَلِيِّ لَيْسَ مُخَصِّصًا لِلْعُمُوْمِ وَلَا مُقَيِّدًا لِلْاِطْلَاقِ، مَا دَامَ اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَمَّا عَدَاهُ؛ وَهٰذَا الْفَهْمُ الصَّحِيْحُ الْمُسْتَنِيْرُ هُوَ الَّذِيْ حَمَلَ سَيِّدَنَا اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الرُّقْيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ دُوْنَ اَنْ يَبْتَدِئَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْاِذْنِ، اَوْ يُعْهَدَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِيْ خُصُوْصِ الرُّقْيَةِ بِهَا وَقِرَاءَتِهَا عَلَى الْمَرْضٰى، فَلَمَّا اُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَا فَعَلَ لَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ مَا فَعَلَهٗ مِنْ قَبِيْلِ الْبِدْعَةِ، بَلِ اسْتَحْسَنَهٗ وَصَوَّبَهٗ وَقَالَ لَهٗ: ((وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ؟)) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِيْ "صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ": اَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) قَالَ لَهُمْ: ((قَدْ اَصَبْتُمْ)؛ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومِ شمول یا عمومِ بدل کے بعض افراد کو کرنا، عموم کو خاص کرنے والا یا مطلق کو مقید کرنے والا نہیں ہے جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس (اختیارِ فعل) کے علاوہ سے منع نہ فرمائیں اور یہی وہ صحیح روشن تصور ہے جس نے حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو اجازت کی وجہ سے سورۂ فاتحۃ الکتاب کے ساتھ دم کرنے پر ابھارا بغیر اس بات کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے شروع فرمائیں یا بغیر اس بات کے انہیں اس (فاتحہ) کے ساتھ دم کی خصوصیت اور مریضوں پر پڑھنے میں کسی چیز کی ہدایت کی گئی ہو اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (سورۂ فاتحہ سے دم)

کی خبر ہوئی جو انہوں نے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتراض نہ فرمایا اور جو انہوں نے کیا اسے بدعت کے قبیل سے قرار نہ دیا، بلکہ اس کو پسند کیا اور اس کی تصدیق کی اور فرمایا: تجھے کیسے پتا چلا کہ یہ دم ہے؟ (بخاری و مسلم کا اس پر اتفاق ہوا) اور صحیح بخاری میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے درست کیا۔ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَكَ الْخُطْبَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَخَطَبَ عَلَى الْجِذْعِ، وَلَمْ يَفْهَمِ الصَّحَابَةُ اَنَّ الْخِطَابَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ بِدْعَةٌ وَلَا حَرَامٌ، فَقَامُوْا بِصُنْعِ مِنْبَرٍ لَهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَمَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يُقْدِمُوْا عَلٰى فِعْلٍ حَرَّمَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَعُلِمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرَوْنَ التَّرْكَ بِدْعَةً؛ اور یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ دینا ترک فرمایا اور کھجور کے تنے پر خطبہ دیا اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے یہ نہ سمجھا کہ منبر پر خطبہ دینا بدعت ہے اور حرام ہے، پس انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے منبر بنایا، انہیں تو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ ایسا کام انجام دیں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہو، پس معلوم ہوا کہ وہ ترک کو بدعت نہ سمجھتے تھے۔ وَفِیْ حَدِیْثِ رَوَاهُ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الزُّرَقِیُّ، قَالَ قَالَ: "كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ، قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهٗ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟ قَالَ: اَنَا، قَالَ: رَاَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ" اور رفاعہ بن رافع زرقی کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو کہا: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (اللہ اپنے حمد کرنے والے کی سنتا ہے) تو آپ کے پیچھے ایک شخص نے کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ (اے ہمارے رب تیرے ہی لیے حمد ہے ایسی حمد جو بہت طیب برکت والی ہے) جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی کس نے یہ کلمات کہے؟ وہ شخص بولا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان میں جلدی کر رہے ہیں کہ پہلے کون لکھے۔ فَانْظُرْ قَدْ تَرَكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلَاةِ بَعْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ: ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا...)) اِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ، وَلَمْ يَفْهَمِ الصَّحَابِیُّ اَنَّ مُجَرَّدَ تَرْكِهٖ لِلدُّعَاءِ فِی الصَّلَاةِ يُوْجِبُ الْحَظْرَ، وَاِلَّا كَيْفَ يُقَدَّمُ عَلٰى شَیْءٍ وَهُوَ يَعْتَقِدُ حُرْمَتَهٗ، وَلَمْ يُعَاتِبْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَسْلَكِ فَلَمْ يَقُلْ لَهٗ مَثَلًا: «اَحْسَنْتَ وَلَا تَعُدْ» اَوْ نَهَاهُ عَنْ اِنْشَاءِ اَدْعِيَةٍ اُخْرٰى فِی الصَّلَاةِ، وَكَمَا نَعْلَمُ فَاِنَّ تَاْخِيْرَ الْبَيَانِ عَنْ وَقْتِ الْحَاجَةِ لَا يَجُوْزُ؛ تو دیکھو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا۔۔۔)) حدیث کے آخر تک، چھوڑ دیا اور صحابی نے یہ نہیں سمجھا کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محض دعا کو چھوڑ دینا ممانعت کو ثابت کرتا ہے، ورنہ وہ کسی چیز کی حرمت کا اعتقاد کرتے ہوئے کیسے آگے بڑھ سکتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس طرز عمل پر ملامت نہیں کی کہ انہیں یہ نہیں کہا: مثلاً "تم نے اچھا کیا، لیکن اسے آئندہ نہ کرنا" یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز میں دوسری دعائیں کرنے سے منع فرمایا ہو اور جیساکہ ہم جانتے ہیں کہ ضرورت کے وقت وضاحت میں تاخیر درست نہیں ہے۔ وَلَمْ يَفْهَمْ سَيِّدُنَا بِلَالٌ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ مِنْ تَرْكِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ عَدَمَ جَوَازِ ذٰلِكَ، بَلْ قَامَ بِذٰلِكَ، وَلَمْ يُخْبِرِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَاِنَّمَا لَمَّا سَاَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَائِلًا: «يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا مِنْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ» اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے وضو کے بعد کی دو رکعتوں کی نماز کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑ دینے سے اس کے عدم جواز کو نہ سمجھا بلکہ اسے ادا کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہیں دی، بلکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ فرماتے ہوئے سے استفسار فرمایا: اے بلال مجھے اپنے امید افزا کام کی خبر دو جو تم نے اسلام میں کیا کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی ہے" انہوں نے عرض کی: میرے نزدیک سب سے زیادہ امید والا عمل یہ ہی ہے کہ میں دن یا رات کی کسی گھڑی میں جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے میرے مقدر میں جو نماز ہوتی ہے اُس کو پڑھ لیتا ہوں۔ وَنَسْتَدِلُّ كَذٰلِكَ بِعَدَمِ اِنْكَارِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَسْلَكِ وَالْاُسْلُوْبِ، وَعَدَمِ نَهْيِهِمْ عَنْهُ فِی الْمُسْتَقْبَلِ، فَمِمَّا سَبَقَ نَعْلَمُ اَنَّ مُطْلَقَ التَّرْكِ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ، وَحَتَّى الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ الْخَيْرِيَّةِ، لَا يُفِيْدُ شَيْئًا، لَا تَحْرِيْمًا وَلَا كَرَاهَةً وَلَا غَيْرَهُمَا، وَهٰذَا مَا فَهِمَهٗ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَيَاتِهٖ، وَلَمْ

يُنْكِرْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَهْمَهُمْ، وَفَهِمَهُ الْعُلَمَاءُ مِنْ بَعْدِهِمْ، وَاللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ؛ اور ایسے ہی ہم اس طریقے اور اسلوب پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم انکار اور مستقبل میں اس سے عدم منع پر استدلال کرتے ہیں۔ پس گزشتہ کلام سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان بلکہ پہلے تین بہترین زمانے والوں کے محض ترک سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، نہ تو حرمت اور نہ ہی کراہت اور نہ ہی کوئی اور حکم حاصل ہوتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ کی حیاتِ ظاہری میں سمجھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فہم کی تردید نہیں کی اور ان کے بعد علماءِ کرام نے یہی سمجھا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالٰی بہتر جانتا ہے۔

اَلسُّؤَالُ16: مَا هُوَ الَّذِیْ یَجِبُ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ مُشَاجَرَاتِ الصَّحَابَةِ وَفِیْ شَأْنِ سَیِّدِنَا مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ؟ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے باہمی تنازعات اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں ہر مسلمان پر کیا واجب ہے؟ ص 55

اَلْجَوَابُ: قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَضَا خَانْ عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ: نَحْنُ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ نَرٰی سَیِّدَنَا عَلِیًّا رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَلَی الْحَقِّ فِیْ هٰذِهِ الْمُشَاجَرَاتِ وَنَعْتَقِدُهُ الْاَفْضَلُ وَالْاَعْلٰی دَرَجَاتٍ مِمَّنْ نَازَعَهُ وَلٰكِنْ لَانُسِیْءُ الظَّنَّ بِمَنْ نَازَعَهُ وَنَكُفُّ اَلْسِنَتَنَا فِیْ حَقِّهِمْ وَنُنْزِلُهُمْ عَلَی الْمَرَاتِبِ الَّتِیْ ثَبَتَتْ لَهُمْ فِی الشَّرْعِ وَلَانُفَضِّلُ الْبَعْضَ عَلَی الْبَعْضِ بِسَبَبِ هَوَی النَّفْسِ وَلَانَتَدَخَّلُ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ فَاِنَّهُ حَرَامٌ عِنْدَنَا، وَنَرَی اخْتِلَافَهُمْ كَاخْتِلَافِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالشَّافِعِیِّ رَحِمَهُمَا اللهُ وَلَانُجَوِّزُ الطَّعْنَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ؛ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فرمایا: ہم اہل سنت و جماعت ان مشاجرات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق پر مانتے ہیں اور ان (حضرت اسد اللہ) کو بدرجہا ان منازعت والوں سے افضل و اعلیٰ جانتے ہیں، لیکن ہم ان کے منازعت کرنے والوں پر طعن و تشنیع نہیں کرتے اور ہم ان کے بارے میں اپنی زبانیں روکتے ہیں اور انہیں ان کے مراتب پر رکھتے ہیں جو ان کیلئے شرع میں ثابت ہوئے اور ہم خواہشِ نفس کی بنیاد پر بعض کو بعض پر فضیلت نہیں دیتے اور نہ ان کے باہمی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے نزدیک حرام ہے اور ہم ان کے اختلاف کو امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے اختلاف کی طرح سمجھتے ہیں اور صحابہ کرام میں سے کسی صحابی پر طعن جائز نہیں سمجھتے۔

ثُمَّ اِنَّنَا نُنَبِّهُ عَلٰی اَمْرٍ مُهِمٍّ، وَهُوَ اَنَّ خِلَافَ مُعَاوِیَةَ ض لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا لَمْ یَكُنْ مُنَازَعَةً لَهُ فِی الْخِلَافَةِ، وَلَا اِنْكَارًا لِفَضْلِهٖ وَمَكَانَتِهٖ، وَاسْتِحْقَاقِهٖ اِیَّاهَا، وَاِنَّمَا حَصَلَ الْخِلَافُ فِیْ تَقْدِیْمِ الْاِقْتِصَاصِ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، اَوْ تَاْخِیْرِهٖ؛ پھر ہم ایک اہم امر پر آگاہ کرتے ہیں، وہ یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف خلافت کے معاملے میں نہ تھا اور نہ ہی ان کی فضیلت و مقام اور ان کے خلافت کے مستحق ہونے کا انکار تھا، محض اختلاف تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے مقدم یا مؤخر کرنے میں واقع ہوا تھا۔ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْهَیْتَمِیُّ فِی "الصَّوَاعِقِ الْمُحْرِقَةِ": «وَمِنَ اعْتِقَادِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَنَّ مَا جَرٰی بَیْنَ مُعَاوِیَةَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا مِنَ الْحُرُوْبِ فَلَمْ یَكُنْ لِمُنَازَعَةِ مُعَاوِیَةَ لِعَلِیٍّ فِی الْخِلَافَةِ لِلْاِجْمَاعِ عَلٰی حَقِّیَّتِهَا لِعَلِیٍّ كَمَا مَرَّ فَلَمْ تَهِجِ الْفِتْنَةُ بِسَبَبِهَا وَاِنَّمَا هَاجَتْ بِسَبَبِ اَنَّ مُعَاوِیَةَ وَمَنْ مَعَهٗ طَلَبُوْا مِنْ عَلِیٍّ تَسْلِیْمَ قَتَلَةِ عُثْمَانَ اِلَیْهِمْ لِكَوْنِ مُعَاوِیَةَ ابْنَ عَمِّهٖ فَامْتَنَعَ عَلِیٌّ ظَنًّا مِنْهُ اَنَّ تَسْلِیْمَهُمْ اِلَیْهِمْ عَلَی الْفَوْرِ مَعَ كَثْرَةِ عَشَائِرِهِمْ وَاخْتِلَاطِهِمْ بِعَسْكَرِ عَلِیٍّ یُؤَدِّیْ اِلَی اضْطِرَابٍ وَتَزَلْزُلٍ فِیْ اَمْرِ الْخِلَافَةِ الَّتِیْ بِهَا انْتِظَامُ كَلِمَةِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ سِیَّمَا وَهِیَ فِیْ ابْتِدَائِهَا لَمْ یَسْتَحْكِمِ الْاَمْرُ فِیْهَا فَرَاٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ تَاْخِیْرَ تَسْلِیْمِهِمْ اَصْوَبُ اِلٰی اَنْ یَرْسَخَ قَدَمُهٗ فِی الْخِلَافَةِ وَیَتَحَقَّقَ التَّمَكُّنُ مِنَ الْاُمُوْرِ فِیْهَا عَلٰی وَجْهِهَا وَیَتِمَّ لَهُ انْتِظَامُ شَمْلِهَا وَاتِّفَاقُ كَلِمَةِ الْمُسْلِمِیْنَ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ یَلْتَقِطُهُمْ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَیُسَلِّمُهُمْ اِلَیْهِمْ؛ ابن حجر ہیتمی نے "الصَّوَاعِقُ الْمُحْرِقَه" میں فرمایا: اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں سے یہ ہے کہ وہ جنگیں جو حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوئیں وہ خلافت کے معاملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ تھی، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے مستحق ہونے پر اجماع ہو چکا تھا (جیساکہ گزرا) تو فتنہ اس کے سبب سے برپا نہیں ہوا بلکہ فتنہ اس سبب سے برپا ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی حوالگی کا مطالبہ کیا کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے چچازاد بھائی تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ گمان کرتے ہوئے اس (حوالگی) سے رکتے تھے کہ ان (قاتلوں) کے کثیر قبیلے

ہونے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں مل جانے کے وقت فوری طور پر حوالے کرنا اُس خلافت کے معاملے میں ہنگامے اور فساد کی طرف لے جائے گا کہ جس (خلافت) کے ذریعے اہل اسلام کے اتحاد کا انتظام ہے، بالخصوص جبکہ اپنے ابتدائی مراحل میں معاملۂ خلافت مستحکم نہ ہوا تھا، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا کہ انہیں حوالے کرنے میں تاخیر کرنا زیادہ درست ہے۔ یہاں تک کہ خلافت میں آپ کا قدم جم جائے اور مکمل طور پر معاملاتِ خلافت پر اختیار ہو اور امورِ خلافت کا انتظام اور مسلمانوں کے گروہ کا اتحاد مکمل ہو، پھر اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں ایک ایک کرکے اٹھائیں اور ان کے حوالے کر دیں۔ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: ذَكَرَ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ اَحَدُ شُيُوْخِ الْبُخَارِيِّ فِيْ كِتَابِ صِفِّيْنَ فِيْ تَأْلِيْفِهٖ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ اَبِيْ مُسْلِمٍ نِ الْخَوْلَانِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ اَوْ اَنْتَ مِثْلُهٗ؟ قَالَ: لَا، وَاِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّهٗ اَفْضَلُ مِنِّيْ وَاَحَقُّ بِالْاَمْرِ وَلٰكِنْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَاَنَا بْنُ عَمِّهٖ وَوَلِيُّهٗ اَطْلُبُ بِدَمِهٖ؟ فَاْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهٗ: يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، فَاَتَوْهُ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالَ: «يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ اِلَيَّ»، فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ، فَسَارَ عَلِيٌّ فِي الْجُيُوْشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتّٰى نَزَلَ بِصِفِّيْنَ وَسَارَ مُعَاوِيَةُ حَتّٰى نَزَلَ هُنَاكَ» اھ۔ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: یحیی بن سلیمان جعفی جو کہ امام بخاری کے اساتذہ میں سے تھے، انہوں نے اپنی کتاب صفین میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا کہ ابو مسلم خولانی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت میں جھگڑ رہے ہیں؟ یا کیا آپ اُن جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں، بے شک میں ضرور جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے بہتر اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم مارے گئے اور میں ان کا چچا زاد بھائی ہوں اور ان کا ولی ہوں اور ان کے خون کا بدلہ مانگ رہا ہوں؟ تم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل سونپ دیں تو جب وہ آئے اور انہوں نے یہ بات کہی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ میری بیعت کریں، پھر ان کا مقدمہ میرے پاس لائیں، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق سے لشکروں کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ صفین پہنچے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ وہاں پہنچ گئے، الی آخرہ۔ فَمَا وَقَعَ فِيْ عَهْدِ الصَّحَابَةِ مِنَ الْقِتَالِ كَانَ بِاجْتِهَادٍ مِنْهُمْ، وَالْوَاجِبُ عَلَيْنَا اَنْ نَّكُفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَاَنْ نَعْقِدَ قُلُوْبَنَا عَلٰى مَحَبَّتِهِمْ، وَنُطْلِقَ اَلْسِنَتَنَا بِالثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَعَدَمِ تَنَقُّصِ اَحَدٍ مِنْهُمْ، مَعَ مَعْرِفَةِ الْفَضْلِ لِلْفَاضِلِ، مَعَ الْقَطْعِ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا غَيْرَ مَعْصُوْمِيْنَ، وَلٰكِنْ مَا يَقَعُ مِنْهُمْ مِنَ الْخَطَإِ هُوَ بِاجْتِهَادٍ مَغْفُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ قَالَ ابْنُ اَبِيْ زَيْدِ نِ الْقَيْرَوَانِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي الرِّسَالَةِ فِيْ كَلَامِهٖ عَلَى الْعَقِيْدَةِ: وَاَنَّهٗ لَا يُذْكَرُ اَحَدٌ مِنْ صَحَابَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بِاَحْسَنِ ذِكْرٍ وَالْاِمْسَاكِ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَاَنَّهُمْ اَحَقُّ النَّاسِ اَنْ يُلْتَمَسَ لَهُمْ اَحْسَنُ الْمَخَارِجِ وَيُظَنَّ بِهِمْ اَحْسَنُ الْمَذَاهِبِ» اھ؛ پس جو جنگیں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے زمانے میں ہوئیں وہ ان کے اجتہاد کی بنا پر تھیں اور ہم پر واجب ہے کہ ان کے باہمی اختلاف سے اپنی زبانیں روکیں اور ان کی محبت پر ہمارے دل پابند ہوں اور فضیلت والے کی فضیلت سے واقف ہوتے ہوئے ان میں سے کسی پر عیب لگائے بغیر ہم اپنی زبانیں ان کی تعریف میں کھولیں اس یقین کے ساتھ کہ وہ معصوم نہیں تھے۔ تاہم، ان سے جو لغزش ہوئی ہے وہ ان کے اجتہاد کی وجہ سے معاف کر دی گئی ہے ان شاء اللہ۔ ابن ابی زید قیروانی نے "الرسالة" کے اندر عقیدہ پر اپنے کلام میں فرمایا: اور کسی بھی صحابی کا ذکر اچھے انداز سے ہی اور ان کے باہمی معاملات سے زبان روکنے سے ہی کیا جائے اور یہ کہ وہ لوگوں میں سے اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کیلئے بہترین راستے تلاش کئے جائیں اور ان کے بارے میں بہترین آرائیں رکھی جائیں۔ وَقَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِعْلَمْ اَنَّ الدِّمَاءَ الَّتِيْ جَرَتْ بَيْنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَيْسَتْ بِدَاخِلَةٍ فِيْ هٰذَا الْوَعِيْدِ يَعْنِيْ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ))؛ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: جان لو کہ وہ خونریزی جو صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے درمیان ہوئی وہ اس وعید یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان (جب دو مسلمان تلواریں لئے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہیں) میں داخل نہیں ہے۔ وَمَذْهَبُ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقُّ اِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ، وَالْاِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَتَاْوِيْلُ قِتَالِهِمْ، وَاَنَّهُمْ مُجْتَهِدُوْنَ مُتَاَوِّلُوْنَ لَمْ يَقْصِدُوْا مَعْصِيَةً، وَلَا مَحْضَ الدُّنْيَا بَلْ اِعْتَقَدَ كُلُّ فَرِيْقٍ اَنَّهُ الْمُحِقُّ، وَمُخَالِفُهٗ يَاْثَمُ، فَوَجَبَ عَلَيْهِ قِتَالُهٗ لِيَرْجِعَ اِلَى اللّٰهِ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيْبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُوْرًا فِي الْخَطَإِ، لِاَنَّهُ اجْتِهَادٌ، وَالْمُجْتَهِدُ اِذَا اَخْطَاَ لَا اِثْمَ عَلَيْهِ» انْتَهٰى؛ اور اہل سنت کا مذہب اور حق یہ ہے کہ ان

سب کے بارے میں اچھا گمان رکھا جائے، ان کے باہمی جھگڑوں سے زبان روکی جائے اور ان کی جنگوں کی تاویل کی جائے اور یہ کہ وہ مجتہد ایسے خیر پانے والے تھے جنہوں نے معصیت یا محض دنیا کا ارادہ نہ کیا۔ بلکہ ہر گروہ نے یہ یقین کیا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف خطا کر رہا ہے، تو اس پر اس سے لڑنا واجب تھا تاکہ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ ان میں سے کچھ حق پر تھے اور ان میں سے کچھ ایسی خطاء والے تھے جو خطاء میں معذور تھے، کیونکہ یہ اجتہاد تھا اور مجتہد جب خطاء کر جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (ان کا کلام ختم ہوا)۔ وَقَالَ الْاِمَامُ الْقُرْطُبِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى: «لَايَجُوزُ اَنْ يُنْسَبَ اِلٰى اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خَطَأٌ مَقْطُوعٌ بِهٖ، اِذْ كَانُوْا كُلُّهُمُ اجْتَهَدُوْا فِيْمَا فَعَلُوْهُ وَاَرَادُوا اللهَ عَزَّوَجَلَّ. وَهُمْ كُلُّهُمْ لَنَا اَئِمَّةٌ وَقَدْ تُعُبِّدْنَا بِالْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَاَلَّا نَذْكُرَهُمْ اِلَّا بِاَحْسَنِ الذِّكْرِ لِحُرْمَةِ الصُّحْبَةِ وَلِنَهْيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَنْ سَبِّهِمْ، وَاَنَّ اللهَ غَفَرَ لَهُمْ، وَاَخْبَرَ بِالرِّضَا عَنْهُمْ» انتهى؛ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ جائز نہیں ہے کہ کسی صحابی کی طرف حتمی خطاء منسوب کی جائے، کیونکہ وہ سب مجتہد تھے اس میں جو انہوں نے کیا اور سب نے اللہ عزوجل کی رضا کا ارادہ کیا اور ہمیں ان کے باہمی معاملات سے رکنے کا پابند کیا گیا ہے اور ہم حقِ صحبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پر سب و شتم سے منع فرمانے کی وجہ سے بہترین یاد سے ہی ان کا تذکرہ کریں اور یہ کہ اللہ نے ان کی مغفرت فرما دی ہے اور ان سے راضی ہونے کی خبر عطا فرما دی ہے۔ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ: «عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا صَالَحَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَقَالَ هُشَيْمٌ: لَمَّا سَلَّمَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ ِالْاَمْرَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ، قَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ بِالنَّخِيْلَةِ: قُمْ فَتَكَلَّمْ، فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ اَكْيَسَ الْكَيْسِ التُّقٰى، وَاِنَّ اَعْجَزَ الْعَجْزِ الْفُجُوْرُ، اَلَا وَاِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ الَّذِيْ اخْتَلَفْتُ فِيْهِ اَنَا وَمُعَاوِيَةُ حَقٌّ لِامْرِئٍ كَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنِّيْ، اَوْ حَقٌّ لِيْ تَرَكْتُهٗ لِمُعَاوِيَةَ اِرَادَةَ اِصْلَاحِ الْمُسْلِمِيْنَ وَحَقْنِ دِمَائِهِمْ ﴿وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ﴾ [الأنبياء:111] ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ؛ بیہقی نے اپنی سنن میں شعبی کی سند سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے (حضرت معاویہ کے ساتھ) صلح کی اور ھشیم نے کہا: جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاملہ سپرد کر دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقامِ نخیلہ میں انہیں فرمایا: کہ کھڑے ہوکر بات کرو تو انہوں (حسن رضی اللہ عنہ) نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: حمد وثناء کے بعد، بے شک! سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو متقی ہو اور سب سے زیادہ عاجز وہ ہے جو فاجر ہو۔ سن لو! بیشک یہ معاملہ جس میں میرے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہوا، وہ کسی اس شخص کا حق تھا جو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار تھا، یا میرا حق تھا جسے میں نے مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے خون کی حفاظت کیلئے چھوڑ دیا۔ (پھر آیتِ قرآنیہ پڑھی) "اور میں نہیں جانتا کہ شاید وہ تمہاری آزمائش ہو اور ایک وقت تک کیلئے فائدہ دینا ہے"۔ پھر استغفار کیا اور (منبر سے) نیچے اترے۔ وَلَقَدْ تَحَقَّقَتِ النُّبُوْءَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ الَّتِيْ رَوَاهَا الْبُخَارِيُّ: ((اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ اَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ)) فَمُعَاوِيَةُ الَّذِيْ صَالَحَهٗ حَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا نُجَادِلُهٗ وَيَزِيْدُ الَّذِيْ حَارَبَهٗ حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا نُصَالِحُهٗ اَبَدًا؛ اور بلاشبہ وہ محمدی پیشین گوئی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی خبر) سچ ثابت ہوئی جسے بخاری نے روایت کیا تھا: ((میرا یہ بیٹا سید ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے))۔ پس وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جس سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صلح کی، ہم اس سے جھگڑتے نہیں اور جس یزید سے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے جنگ کی، ہم اس سے کبھی صلح کرتے نہیں۔

اَلسُّؤَالُ 17: هَلْ نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ بِاِطْلَاعِ اللهِ اِيَّاهُ وَمَا هِيَ دَلَائِلُهٗ؟ کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بتانے سے غیب جانتے ہیں؟ اور اس کے دلائل کیا ہیں؟ ص 58

اَلْجَوَابُ: وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَنْ يَمْلِكُ شَيْئًا فِي الْعَالَمِ وَلَوْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَهُوَ بِتَمْلِيْكِ اللهِ وَاِعْطَائِهٖ اِيَّاهُ سَوَاءٌ كَانَ عِلْمًا اَوْ مَالًا اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ وَهُوَ عَقِيْدَةٌ اِسْلَامِيَّةٌ لَا خِلَافَ فِيْهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ فَمِلْكِيَّتُهٗ مَجَازِيَّةٌ فِيْ حَقِّهٖ وَالْمِلْكُ الْحَقِيْقِيُّ اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ وَالْمِلْكُ مَجَازِيًّا كَانَ اَوْ حَقِيْقِيًّا ثَابِتٌ بِالْقُرْآنِ فَالْحَقِيْقِيُّ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ [الفاتحة:1] وَالْمَجَازِيُّ كَمَا اَقَرَّ بِهٖ مُوْسٰى لِنَفْسِهٖ فَفِي الْقُرْآنِ: ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ﴾

[المائدۃ: ۲۵] وَكِلَاهُمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ﴾ [آل عمران: ۲۶] وَفِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ﴾ [البقرۃ: ۲۴۷] جان لیجئے کہ دنیا میں جو کوئی بھی کسی چیز کا مالک ہے، خواہ وہ ایک ذرے کے برابر ہی کیوں نہ ہو، وہ اللہ کے مالک بنانے اور عطا کرنے سے ہی ہے، چاہے وہ علم ہو یا مال ہو یا کچھ اور ہو اور یہ ایسا اسلامی عقیدہ ہے جس میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ چنانچہ بندے کے حق میں اِس کی ملکیت مجازی ہے جبکہ حقیقی ملکیت صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ہے اور ملکیت خواہ مجازی ہو یا حقیقی ہو، قرآن سے ثابت ہے۔ چنانچہ حقیقی ملکیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جزاء کے دن کا مالک ہے" اور مجازی ملکیت جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے تسلیم کیا پس قرآن میں ہے: "موسیٰ نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے صرف اپنی جان اور اپنے بھائی کا اختیار ہے" اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہیں: "یوں عرض کرو، اے اللہ! ملک کے مالک! تو جسے چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے" اور اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے: "اور اللہ جس کو چاہے اپنا ملک دے" فَنَحْنُ كَمَا نُؤْمِنُ بِالْمِلْكِ الْحَقِيْقِيِّ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ نُؤْمِنُ بِالْمِلْكِ الْمَجَازِيِّ لِمَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ الْقَدِيْرُ وَلَسْنَا مِمَّنْ يُؤْمِنُ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَيَكْفُرُ بِبَعْضِهٖ. فَالْمُؤْمِنُ يُؤْمِنُ بِالْكِتَابِ كُلِّهٖ؛ تو جیسے ہم ایک اللہ کی حقیقی ملکیت پر ایمان رکھتے ہیں، ویسے ہی اس مجازی ملکیت پر بھی ایمان رکھتے ہیں جسے قادر اللہ نے اپنے بندوں کو عطا فرمایا ہے اور ہم ان میں سے نہیں جو کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں، بلکہ مؤمن پورے قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدْ رَضَا خَانْ عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ: ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ مَلَاكَ الْاَمْرِ وَمَنَاطَ النَّجَاةِ الْاِيْمَانُ بِالْكِتَابِ كُلِّهٖ وَمَا ضَلَّ اَكْثَرُ مَنْ ضَلَّ اِلَّا اَنَّهُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَيَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ، كَالْقَدَرِيَّةِ اٰمَنُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ [النحل: ۱۱۸] وَكَفَرُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ [الصافات: ۹۶] وَالْجَبْرِيَّةِ اٰمَنُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [التکویر: ۲۹] وَكَفَرُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ [الانعام: ۱۴۶] وَالْخَوَارِجِ اٰمَنُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ۔ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ﴾ [الانفطار: ۱۴۔۱۵] وَكَفَرُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ [النساء: ۴۸، ۱۱۶] وَمُرْجِئَةِ الضَّلَالِ اٰمَنُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [الزمر: ۵۳] وَكَفَرُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ﴾ [النساء: ۱۲۳] وَاَمْثَالُ ذٰلِكَ كَثِيْرَةٌ. وَفِيْ كُتُبِ الْكَلَامِ شَهِيْرَةٌ؛ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: آگاہ رہو! کہ امرِ دین کا مدار اور وہ جس پر نجات موقوف ہے پورے قرآن پر ایمان لانا ہے تو اکثر گمراہ یوں ہی گمراہ ہوئے کہ بعض آیتوں پر یمان لائے اور بعض سے منکر ہوئے، جیسے قدریہ (کہ اپنے آپ کو خود اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں) اس آیت پر تو ایمان لائے "اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے" اور اس آیت سے منکر ہوئے "اور اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کوپیدا کیا" اور جبریہ (کہ انسان کو پتھر کی طرح مجبور مانتے ہیں) اس آیت پر ایمان لائے "اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو سارے جہانوں کا رب ہے" اور اس آیت کے منکر ہوئے "یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں" اور خارجی (کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں) اس آیت پر ایمان لائے "بیشک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں۔ انصاف کے دن اس میں جائیں گے" اور اس آیت کے منکر ہوئے "بیشک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے" اور گمراہ مرجئہ (جو کہتے ہیں کہ مسلمان کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا) اس آیت پر ایمان لائے "اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے" اور اس آیت کے منکر ہوئے "جو کوئی برائی کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا" اور اس کی مثالیں اور بہت ہیں اور کتب کلام میں مشہور ہیں۔

وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ نَصَّ اَنَّهٗ: ﴿لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل: ۶۵] نَصَّ اَيْضًا اَنَّهٗ ❶ ﴿لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ وَقَالَ: ❷ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾ [آل عمران: ۱۷۹] وَقَالَ: ❸ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ [التکویر: ۲۴] وَقَالَ: ❹ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ [النساء: ۱۱۳] وَقَالَ تَعَالٰى: ❺ ﴿ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ

لَدَيۡهِمۡ اِذۡيُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَهُمۡ اَيُّهُمۡ يَكۡفُلُ مَرۡيَمَ وَمَا كُنۡتَ لَدَيۡهِمۡ اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ﴾ [آل عمران: ٤٤] وَقَالَ تَعَالٰى: ❻ ﴿تِلۡكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهَاۤ اِلَيۡكَ﴾ [هود: ٤٩] اِلٰى غَيۡرِ ذٰلِكَ مِنَ الۡاٰيَاتِ؛ اور وہ قرآن عظیم جس نے صاف فرمایا "اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا" اسی نے یہ بھی صاف فرمایا "(غیب کا جاننے والا) سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا" اور فرمایا "اور (اے عام لوگو!) اللہ تمہیں غیب پر مطلع نہیں کرتا البتہ اللہ اپنے رسولوں کو منتخب فرما لیتا ہے جنہیں پسند فرماتا ہے" اور فرمایا "اور یہ نبی غیب بتانے پر ہرگز بخیل نہیں" اور یہ بھی فرمایا "اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے" اور فرمایا "یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ ان میں کون مریم کی پرورش کرے گا اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے" اور فرمایا "یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں" اور ان کے سوا اور آیتیں بھی ہیں۔ فَهٰذَا رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدۡ نَفٰى نَفۡيًا لَا مَرَدَّ لَهٗ وَاَثۡبَتَ اِثۡبَاتًا لَا رَيۡبَ فِيۡهِ. فَالۡكُلُّ حَقٌّ وَالۡكُلُّ اِيۡمَانٌ. وَمَنۡ اَنۡكَرَ شَيۡئًا مِنۡهُمَا فَقَدۡ كَفَرَ بِالۡقُرۡآنِ. فَمَنۡ نَفٰى مُطۡلَقًا وَلَمۡ يَثۡبُتۡ بِوَجۡهٍ فَقَدۡ كَفَرَ بِاٰيَاتِ الۡاِثۡبَاتِ. وَمَنۡ اَثۡبَتَ مُطۡلَقًا وَلَمۡ يَنۡفِ بِوَجۡهٍ فَقَدۡ كَفَرَ بِالۡاٰيَاتِ النَّافِيَاتِ. وَالۡمُؤۡمِنُ يُؤۡمِنُ بِالۡكُلِّ. وَلَا تَتَفَرَّقُ بِهِ السُّبُلُ. وَهُمَا لَا يُمۡكِنُ لَهُمَا مَوۡرِدٌ وَاحِدٌ فَوَجَبَ الۡفَحۡصُ عَنِ الۡمَوَارِدِ)؛ تو یہ ہے ہمارا رب تبارک و تعالیٰ جس نے نفی بھی ایسی کی کہ مل نہیں سکتی اور ثابت بھی ایسا کیا جس میں شبہ نہیں، تو نفی واثبات دونوں حق ہیں، دونوں ایمان ہیں اور ان دونوں میں سے جو کوئی کسی بات کا انکار کرے اس نے قرآن کا انکار کیا تو جو غیر خدا سے علم غیب کی مطلقا ایسی نفی کرے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے جو ثابت فرماتی ہیں اور جو مطلقاً اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں وہ ان آیتوں سے کفر کرتا ہے جو نفی فرماتی ہیں اور مسلمان سب پر ایمان لاتا ہے اور وہ مختلف راہوں میں نہیں پڑتا۔اور نفی واثبات دونوں ایک مورد (نتیجے) پر تو وارد ہو نہیں سکتے تو ان کے جدا جدا مورد (نتائج) تلاش کرنا واجب ہوا۔ وَقَالَ بَعۡدَ عِدَّةِ صَفَحَاتٍ بَعۡدَ مَا حُقِّقَ وَفُحِصَ عَنِ الۡمَوَارِدِ فَثَبَتَ اَنَّ الۡعِلۡمَ الَّذِيۡ يَسۡتَاۡهِلُ الۡاِخۡتِصَاصَ بِهٖ تَعَالٰى لَيۡسَ اِلَّا الۡعِلۡمَ الذَّاتِيَّ وَالۡعِلۡمُ الۡمُطۡلَقُ التَّفۡصِيۡلِيُّ الۡمُحِيۡطُ بِجَمِيۡعِ الۡمَعۡلُوۡمَاتِ الۡاِلٰهِيَّةِ بِالۡاِسۡتِغۡرَاقِ الۡحَقِيۡقِيِّ. فَهُمَا الۡمُرَادَانِ فِيۡ آيَاتِ النَّفۡيِ وَاِنَّ الۡعِلۡمَ الَّذِيۡ يَصِحُّ اِثۡبَاتُهٗ لِلۡعِبَادِ هُوَ الۡعِلۡمُ الۡعَطَائِيُّ سَوَاءٌ كَانَ الۡعِلۡمَ الۡمُطۡلَقَ الۡاِجۡمَالِيَّ اَوۡ مُطۡلَقَ الۡعِلۡمِ التَّفۡصِيۡلِيِّ وَالتَّمَدُّحُ اِنَّمَا يَقَعُ بِهٰذَا، وَقَدۡ مَدَحَ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ: فَقَالَ: ❶ ﴿وَبَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ﴾ [الذّٰرِيَات: ٢٨] وَقَالَ: ❷ ﴿وَاِنَّهٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰهُ﴾ [يُوسُف: ٦٨] وَقَالَ: ❸ ﴿وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا﴾ [الكَهف: ٦٥] وَقَال: ❹ ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ﴾ [النِّسَاء: ١١٣] اِلٰى غَيۡرِ ذٰلِكَ مِنۡ آيَاتٍ كَثِيۡرَةٍ فَهُوَ الۡمُرَادُ فِيۡ آيَاتِ الۡاِثۡبَاتِ. فَهٰذَا هُوَ الۡمَحۡمَلُ الۡحَقُّ الَّذِيۡ لَا مَحِيۡدَ عَنۡهُ وَلَا اِمۡكَانَ لِغَيۡرِهٖ؛ موارد کی تحقیق و تفتیش کے بعد چند صفحات کے بعد آپ (امام اہلسنت) نے فرمایا: تو ثابت ہوا کہ وہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ علم ذاتی ہی ہے اور وہ علم مطلق تفصیلی ہے جو جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محیط ہے، تو آیات نفی میں یہی دونوں علم مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ علم جس کا بندوں کیلئے اثبات ہے وہ علم عطائی ہے خواہ علم مطلق اجمالی ہو یا مطلق علم تفصیلی ہو اور مدح اسی قسم اخیر سے ہوتی ہے اور بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس علم پر اپنے بندوں کی مدح فرمائی، تو فرمایا: "اور انہوں نے اسے ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی" اور فرمایا "اور بیشک وہ صاحبِ علم تھا کیونکہ ہم نے اسے تعلیم دی تھی" اور فرمایا "اور اسے (حضرت خضر کو) اپنا علمِ لدنی عطا فرمایا" اور فرمایا "اور آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے" اور ان کے سوا اور بکثرت آیتیں ہیں تو آیات اثبات (کہ جن آیات میں بندوں کیلئے علم غیب دیا جانا ثابت ہوتا ہے ان) میں یہی قسم مراد ہے، تو آیات کے یہی وہ سچے معنٰی ہیں جن سے انکار کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ان کے غیر کا امکان ہے۔ فَخُلَاصَةُ هٰذَا الۡبَحۡثِ اَنَّ اللّٰهَ اَطۡلَعَ نَبِيَّنَا عَلَى الۡغَيۡبِ مَا شَاءَ وَمَتٰى شَاءَ وَبِقَدۡرِ مَا شَاءَ فَنَبِيُّنَا يَعۡلَمُ مِنَ الۡغَيۡبِ مَا شَاءَ رَبُّهٗ وَمَتٰى شَاءَ وَبِقَدۡرِ مَا شَاءَ؛ اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ: اللہ پاک نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب پر جو چاہا، جب چاہا اور جس قدر چاہا مطلع فرما دیا۔ لہذا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب میں سے وہ جو ان کے رب نے چاہا، جب چاہا اور جس قدر چاہا سب جانتے ہیں۔ وَاَمَّا الۡاَحَادِيۡثُ الَّتِيۡ تَدُلُّ عَلٰى اطِّلَاعِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ عَلَى الۡغَيۡبِ فَهِيَ: ❶ ((عَنۡ طَارِقِ بۡنِ

شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ)) اور وہ احادیث جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع فرمایا، وہ یہ ہیں: طارق بن شہاب سے روایت، انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ کھڑے ہوئے تو ہمیں ابتداء خلق کے متعلق خبر دی حتی کہ جنتی جنت میں اپنے گھروں میں اور دوزخی اپنے گھروں میں داخل ہوگئے۔ ❷((عُرِضَ عَلَيَّ مَاهُوَ كَائِنٌ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَأَمْرِ الْآخِرَةِ)) میرے سامنے دنیا و آخرت کے وہ تمام امور پیش کئے گئے جو آئندہ رونما ہونے والے ہیں۔ ❸((فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا)) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا تھا (سب) ہمیں بتا دیا، ہم میں سے زیادہ جاننے والا وہی ہے جو یاداشت میں دوسروں سے بڑھ کر ہے۔ ❹((إِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا)) بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔ ❺((فَتَجَلّٰى لِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ صَحِيحٌ؛ اور میرے سامنے ہر چیز واضح ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ صحیح حدیث ہے، میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا صحیح (حدیث) ہے۔ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْقَسْطَلَانِيُّ: أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ❻((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّي هٰذِهِ)) نَقَلَهُ عَلَاءُ الدِّينِ عَلِيٌّ الْمُتَّقِيُ ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى كَفِّي هٰذِهِ جِلِّيَّانٌ مِنَ اللّٰهِ جَلَاهُ لِنَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا جَلَاهُ لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِهِ)) علامہ قسطلانی نے کہا کہ: طبری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو بلند کیا، میں اسے اور اس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں" علاء الدین علی متقی نے اس حدیث کو نقل کیا یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو بلند کیا، میں اسے اور اس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں، یہ اللہ کی طرف سے اظہار (و کشف) تھا جسے اللہ نے اپنے نبی علیہ السلام کیلئے روشن فرمایا تھا، جیساکہ پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے روشن فرمایا تھا۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ❼((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر ابھی اس دیوار کی سمت میں جنت و دوزخ پیش کی گئی تو میں نے آج کی طرح کبھی خیر و شر نہیں دیکھا، اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ❽((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا، فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ، وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ❾((إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ)) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا رہتا ہوں جیسے اب سامنے سے دیکھ رہا ہوں۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ❿((هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا وَهَاهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم)) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ فلاں کی قتل گاہ ہے اور پھر زمین پر یہاں اور یہاں اپنا ہاتھ رکھا۔ راوی نے کہا: ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ مرا۔ وَأَمَّا أَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ الَّتِي تَدُلُّ عَلَى اطِّلَاعِ اللّٰهِ نَبِيَّنَا عَلَى الْغَيْبِ فَهِيَ: ❶ قَالَ الْعَلَّامَةُ مَحْمُودُ الْآلُوسِيُّ: ((لَمْ يَقْبِضْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عَلِمَ كُلَّ شَيْءٍ يُمْكِنُ الْعِلْمُ بِهِ)) اور بہرحال علماء کرام کے وہ اقوال جو اللہ کے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب پر مطلع فرمانے پر دلالت کرتے ہیں تو وہ یہ ہیں: علامہ محمود آلوسی نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک حیات ظاہری سے پردہ نہ فرمایا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسی شئے کو جان

لیا تھا جس کا جاننا ممکن تھا۔ ❷ قَالَ السَّیِّدُ عَبْدُالْعَزِیْزِ الدَّبَّاغُ: ((کَیْفَ یَخْفٰی اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَیْهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِیْفَةِ لَایُمْکِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ)) سید عبدالعزیز دباغ نے فرمایا: پانچ امور کا علم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ امت کے اہل تصرف (خاص روحانیت والے اولیاء) میں سے ہر ایک کیلئے ان پانچوں (قیامت، بارش، رحم میں کیا ہے؟ کل انسان کیا کرے گا؟ کہاں مرے گا؟) کی معرفت سے ہی تصرف ممکن ہے۔ ❸ قَالَ الْاِمَامُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ: ذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰی اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُوْتِیَ عِلْمَ الْخَمْسِ اَیْضًا وَعِلْمَ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوْحِ وَاَنَّهٗ اُمِرَ بِکَتْمِ ذٰلِكَ)) امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا: بعض اہل علم اس بات کی طرف گئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ امور کا علم بھی اور وقتِ قیامت اور روح کا علم عطا کیا گیا اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

❹ قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمُنَاوِیُّ: خَمْسٌ لَایَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِ الْاِحَاطَةِ وَالشُّمُوْلِ کُلِّیًّا وَجُزْئِیًّا فَلَا یُنَافِیْهِ اِطِّلَاعُ اللّٰهِ تَعَالٰی بَعْضَ خَوَاصِّهٖ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنَ الْمُغَیَّبَاتِ حَتّٰی مِنْ هٰذِهِ الْخَمْسِ لِاَنَّهَا جُزْئِیَّاتٌ مَعْدُوْدَةٌ، وَاِنْکَارُ الْمُعْتَزِلَةِ لِذٰلِكَ مُکَابَرَةٌ؛ علامہ مناوی نے فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو کلی و جزئی بطور احاطہ و مکمل اللہ ہی جانتا ہے، مگر اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ان میں سے بعض غیبی امور یہاں تک ان پانچ امور پر مطلع فرما دے، کیونکہ یہ تو محدود جزوی چیزیں ہیں۔ معتزلہ کا اس کا انکار کرنا محض ہٹ دھرمی (انکارِ حق) ہے۔

❺ قَالَ اَحْمَدُ شِهَابُ الدِّیْنِ الْخَفَاجِیُّ: اِطِّلَاعُ الْعَبْدِ عَلٰی غَیْبٍ مِنْ غُیُوْبِ اللّٰهِ بِنُوْرٍ مِنْهُ بِدَلِیْلِ: ((اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ)) لَا یُسْتَغْرَبُ؛ علامہ احمد شہاب الدین خفاجی نے فرمایا: اللہ کے بندے کا اللہ کی طرف سے کسی نور کے ذریعے غیب پر مطلع ہونا اس حدیث ((مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)) کی دلیل کی وجہ سے کوئی بعید بات نہیں ہے۔ ❻ قَالَ الْقَاضِی الشَّوْکَانِیُّ: «فَاِنْ قُلْتَ: اِذَنْ قَدْ تَقَرَّرَ بِهٰذَا الدَّلِیْلِ الْقُرْآنِیِّ اَنَّ اللّٰهَ یُظْهِرُ مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رُسُلِهٖ عَلٰی مَاشَاءَ مِنْ غَیْبَتِهٖ، فَهَلْ لِلرَّسُوْلِ الَّذِیْ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلٰی مَاشَاءَ مِنْ غَیْبَتِهٖ اَنْ یُخْبِرَ بِهٖ بَعْضَ اُمَّتِهٖ؟ قُلْتُ: نَعَمْ وَلَا مَانِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ ثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا مَا لَایَخْفٰی عَلٰی عَارِفٍ بِالسُّنَّةِ الْمُطَهَّرَةِ»، ثُمَّ ذَکَرَ اَحَادِیْثَ اَخْبَرَ النَّبِیُّ فِیْهَا بِالْاُمُوْرِ الْغَیْبَةِ؛ قاضی شوکانی نے فرمایا: جب اس دلیلِ قرآنی سے یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے اپنے غیب میں سے کسی حصے پر مطلع فرما دے، تو کیا اس رسول (علیہ السلام) کیلئے جائز ہے کہ جسے اللہ نے اپنے غیب میں سے کسی حصے پر مطلع فرمایا اس غیب کی اپنی امت کے بعض افراد کو خبر دے دے؟ تو میں کہوں گا: جی ہاں! اور اس میں کوئی ممانعت نہیں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے صحیح ثابت ہیں جو کسی سنت مطہرہ سے واقف پر پوشیدہ نہیں ہیں۔ پھر انہوں (قاضی شوکانی) نے ایسی احادیث ذکر کیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) غیب کے امور سے آگاہ فرمایا۔ ❼ قَالَ الْاِمَامُ ابْنُ حَجَرِ نِ الْعَسْقَلَانِیُّ: «وَلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صِفَةٌ بِهَا یُدْرِكُ مَاسَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ وَیُطَالِعُ بِهَا مَا فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ؛ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: (اللہ کی طرف سے عطا کردہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعے آپ غیب میں ہونے والی باتوں کا ادراک کرتے ہیں اور جو کچھ لوح محفوظ میں ہے، اسے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ❽ قَالَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ الْغَزَالِیُّ: «اِنَّ لَهٗ صِفَةٌ بِهَا یُدْرِكُ مَاسَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ اَمَّا فِی الْیَقَظَةِ اَوْ فِی الْمَنَامِ اِذْ بِهَا یُطَالِعُ اللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ فَیَرٰی مَا فِیْهِ مِنَ الْغَیْبِ؛ امام محمد غزالی نے فرمایا: (اللہ کی طرف سے عطا کردہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعے آپ بیداری میں یا خواب میں غیب کی خبریں جان لیتے ہیں، کیونکہ اس (صفت) کے ذریعے آپ لوح محفوظ کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور جو کچھ غیب سے متعلق اس میں ہے، اسے دیکھتے ہیں۔ ❾ قَالَ الْاِمَامُ الْقَاضِیْ عِیَاضٌ: (مِنْ ذٰلِكَ مَا اطَّلَعَ عَلَیْهِ مِنَ الْغُیُوْبِ وَمَایَکُوْنُ وَالْاَحَادِیْثُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ بَحْرٌ لَایُدْرَكُ قَعْرُهٗ؛ امام قاضی عیاض نے فرمایا: (اس میں سے، جو کچھ ہوا اور جو آئندہ ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مطلع ہوئے) اس باب میں احادیث کا ایسا سمندر ہے جس کی تہہ کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔

اَلسُّؤَالُ 18: هَلْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خِیَارَاتٌ اَعْطَاهَا اللّٰهُ اِیَّاهُ؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ایسے اختیارات تھے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا

اَلْجَوَابُ: لَایُمْکِنُ اَنْ یَفْعَلَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِیْنَ شَیْئًا بِغَیْرِ اِذْنِ اللّٰہِ حَتّٰی لَایُمْکِنُ لِاَیِّ اِنْسَانٍ اَنْ یَقْتُلَ بَعُوْضَۃً اَوْ ذُبَابًا بِدُوْنِ اِذْنِ اللّٰہِ وَاِرَادَتِہٖ. فَاِذَا اَتٰی اِذْنُ اللّٰہِ مَکَّنَ الْبَعُوْضَۃَ عَلٰی قَتْلِ اِنْسَانٍ کَمَا یُقَالُ فِیْ قِصَّۃِ مَوْتِ نَمْرُوْدَ وَکَمَا نَرٰی کَثِیْرًا مِّنَ الْاِنْسَانِ یَمُوْتُ بِسَبَبِ الذُّبَابِ اَوِ الْبَعُوْضِ لِنَقْلِھَا الْجَرَاثِیْمَ اِلٰی جِسْمِ الْاِنْسَانِ؛ دنیا میں کسی بھی شخص کیلئے ممکن نہیں ہے کہ اللہ کے اذن کے بغیر کچھ کر سکے، یہاں تک کہ کسی انسان کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ کے اذن و ارادہ کے بغیر مچھر یا مکھی کو مار سکے اور جب اللہ کا اذن آتا ہے تو مچھر کو انسان کے مارنے پر قادر بنا دیتا ہے، جیساکہ نمرود کی موت کے واقعے میں کہا جاتا ہے اور جیساکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کثیر انسان مکھی یا مچھر کے سبب فوت ہو جاتے ہیں، کیونکہ وہ جراثیم کو انسان کے جسم میں منتقل کرتے ہیں۔ وَھٰکَذَا لَایَسْتَطِیْعُ اَحَدٌ اَنْ یُحْیِیَ الْمَوْتٰی بِغَیْرِ اِذْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اِذَا سَاعَدَہٗ اِذْنُ اللّٰہِ وَتَوْفِیْقُہٗ تَمَکَّنَ عَلٰی ذٰلِکَ کَمَا کَانَ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ. فَفِی الْقُرْآنِ: ﴿وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ﴾ وَھٰکَذَا لَایَسْتَطِیْعُ اَحَدٌ اَنْ یُؤْتِیَ اَحَدًا وَلَدًا بِغَیْرِ اِذْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اِذَا عَاضَدَہٗ اِذْنُ اللّٰہِ وَمَشِیْئَتُہٗ فَیَھَبُ لِمَنْ یَشَاءُ وَلَدًا فَفِی الْقُرْآنِ حِکَایَۃً عَنْ قَوْلِ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ﴿قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا﴾ اور اسی طرح کوئی بھی شخص اللہ کے اذن کے بغیر مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا، لیکن جب اللہ کا اذن و توفیق معاون ہوتو کوئی بھی شخص قادر ہو جاتا ہے، جیساکہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے، چنانچہ قرآن میں ہے "اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں" اور ایسے ہی کوئی کسی کو بغیر اللہ کے اذن کے بیٹا نہیں دے سکتا، لیکن جب اللہ کا اذن و مشیئت مددگار ہوتو وہ جسے چاہے بیٹا عطا کر دیتا ہے۔ پس قرآن میں حضرت جبریل علیہ السلام کا قول حکایت کرتے ہوئے ہے: " کہا: میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں" اِذَا عَلِمْتَ ھٰذَا فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ جَعَلَ النَّاسَ مُتَفَاوِتِیْنَ فِی الصِّفَاتِ. فَمِنْھُمْ مَنْ ھُوَ فَائِقٌ عَلَی الْاُلُوْفِ وَمِنْھُمْ مَنْ ھُوَ کَسَائِرِ النَّاسِ۔ وَھٰذَا کُلُّہٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لَا کَمَالَ لِاَحَدٍ فِیْ ذَاتِہٖ وَلَا فِیْ صِفَاتِہٖ اِلَّا بِخَلْقِ اللّٰہِ فِیْہِ فَاِذَا اعْتَرَفْنَا بِکَمَالِ اَحَدٍ فَاِنَّمَا اعْتَرَفْنَا بِنِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْہِ. فَمِنْ نِعَمِ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ عَزَّوَجَلَّ وَھَبَ لَہٗ مِنَ الصِّفَاتِ مَا لَمْ یُؤْتَ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِیْنَ فَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَالَاتٌ وَفَضَائِلُ لَاتُحْصٰی وَلَا یَعْرِفُ حَقِیْقَتَھَا سِوٰی رَبِّہٖ؛ جب تم یہ جان چکے تو جان لو کہ اللہ نے انسانوں کو صفات میں مختلف بنایا ہے، ان میں سے بعض ہزاروں پر فائق ہوتے ہیں اور بعض عام لوگوں جیسے ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے، سوائے اللہ کی عطاء کے کسی کا اپنی ذات و صفات میں کوئی کمال نہیں ہے۔ پس جب ہم کسی کے کمال کا اعتراف کرتے ہیں تو محض ہم اس پر اللہ کی نعمت کا ہی اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی صفات عطا فرمائیں جو جہاں والوں میں سے کسی اور کو نہیں دی گئیں۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے بے شمار کمالات و فضائل ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا اور ان کی حقیقت کو صرف ان کا رب ہی جانتا ہے۔

فَاللّٰہُ وَھَبَ لِنَبِیِّنَا الْخِیَارُ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ فَمِنْھَا: اِنَّ النَّبِیَّ یُغْنِیْ مَنْ یَّشَاءُ بِاِذْنِ اللّٰہِ کَمَا قَالَ اللّٰہُ: ❶ ﴿وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ﴾، وَاَنَّ النَّبِیَّ یُؤْتِیْ مَنْ یَّشَاءُ وَیَمْنَعُ مَنْ یَّشَاءُ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی کَمَا قَالَ رَبُّنَا: ❷ ﴿وَمَآ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰىکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا﴾ وَقَالَ: ❸ ﴿وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ﴾ ،وَقَالَ: ❹ ﴿سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ﴾ ،وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِلُّ اَشْیَاءَ وَیُحَرِّمُ اَشْیَاءَ بِاِذْنِ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عَزَّوَجَلَّ: ❺ ﴿وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی امور میں اختیار عطا فرمایا، ان میں سے بعض یہ ہیں: جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ❶ "اور انہیں یہی برا لگا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں روک لیتے ہیں، جیساکہ ہمارے رب نے فرمایا: ❷ "اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو تم باز رہو" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ❸ "اور (کیا اچھا ہوتا) اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو اللہ اور اس کے رسول نے انہیں عطا فرمایا" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ❹ "عنقریب اللہ اور اس کا رسول ہمیں اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائیں گے" اور یہ کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے اذن سے بعض چیزیں حلال فرماتے ہیں اور بعض چیزیں حرام کرتے ہیں جیساکہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ❺ "اور ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال فرماتے ہیں اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں" فَلِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خِيَارَاتٌ ثَبَتَتْ بِالْآيَاتِ كَمَا مَرَّ وَبِالْاَحَادِيْثِ فَمِنْهَا: اَنَّهٗ قَالَ: ❶ ((اَلَا وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ مَاحَرَّمَ اللهُ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔ وَاَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ❷ ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ الْمَدِيْنَةَ)) وَمِنْ خِيَارَاتِهٖ اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْقَطَ عَنْ رَجُلٍ ثَلَاثَ صَلَوَاتٍ: فَفِيْ مُسْنَدِ اَحْمَدَ: ❸ ((اَنَّهٗ (اَيْ رَجُلًا) اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ عَلٰى اَنَّهٗ لَايُصَلِّيْ اِلَّا صَلَاتَيْنِ، فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ)) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایسے اختیارات ہیں جو آیات سے ثابت ہیں، جیسے کہ پہلے گزر چکا اور احادیث سے ثابت ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں: یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ❶ سن لو! جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے وہ ویسے ہی ہے جیسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، اسے احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ❷ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک شخص سے تین نمازیں معاف فرما دیں۔ جیساکہ مسند احمد میں ہے: ❸ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس شرط پر اسلام لایا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قبول فرما لیا۔ وَمِنْ خِيَارَاتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يُؤْتِي الْجَنَّةَ لِمَنْ يَّشَاءُ: ❹ فَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبِ نِ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: ((كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيْ: سَلْ۔ فَقُلْتُ: اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ۔ قَالَ: فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ؛ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات میں سے یہ ہے کہ آپ جسے چاہتے ہیں جنت عطا کرتے ہیں۔ ❹ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزارتا تھا تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور ضروریات لایا، مجھ سے فرمایا: کچھ مانگ لو، میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں، فرمایا: اس کے سوا کچھ اور بھی، میں نے عرض کیا: بس یہی، فرمایا: اپنی ذات پر زیادہ سجدوں سے میری مدد کرو۔ اسے مسلم و ابوداود نے روایت کیا ہے۔

وَمِنْ خَصَائِصِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخِيَارَاتِهٖ اَنَّهٗ كَانَ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ، كَجَعْلِهٖ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ۔ ❺ فَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ اَبِيْهِ، ((اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى فَرَسًا مِنْ سَوَاءِ بْنِ الْحَارِثِ فَجَحَدَهٗ فَشَهِدَ لَهٗ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَاحَمَلَكَ عَلَى الشَّهَادَةِ وَلَمْ تَكُنْ مَعَهٗ حَاضِرًا؟ قَالَ: صَدَّقْتُكَ لِمَاجِئْتَ بِهٖ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَاتَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ شَهِدَ لَهٗ خُزَيْمَةُ اَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهٗ)) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور اختیارات میں سے یہ ہے کہ آپ جسے چاہتے، خاص احکام کے ساتھ مخصوص فرما دیتے جیسا کہ آپ نے خزیمہ بن ثابت کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔ چنانچہ عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواء بن حارث سے ایک گھوڑ ا خریدا، اس نے انکار کیا، تو خزیمہ بن ثابت نے گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں گواہی پر کس بات نے ابھارا حالانکہ تم وہاں موجود نہ تھے؟ عرض کیا: جو کچھ آپ لائے ہیں اس کی وجہ سے میں نے آپ کی تصدیق کی، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خزیمہ جس کے حق میں یا جس کے خلاف گواہی دیں تو ایک ان ہی کی گواہی کافی ہے۔ وَمِنْ ذٰلِكَ تَرْخِيْصُهٗ فِي النِّيَاحَةِ لِاُمِّ عَطِيَّةَ: ❻ فَعَنْ حَفْصَةَ، عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا.....وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ﴾ [الممتحنة: ١٢] قَالَتْ: كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اِلَّا آلَ فُلَانٍ، فَاِنَّهُمْ كَانُوْا اَسْعَدُوْنِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَا بُدَّ لِيْ مِنْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: اِلَّا آلَ فُلَانٍ)) اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو نوحہ کرنے کی اجازت دی۔ ام عطیہ کہتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی "عورتیں آپ سے بیعت کریں گی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی..... اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی" تو اس میں (ممانعتِ) نوحہ شامل تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے فلاں خاندان کے، کیونکہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں (نوحہ کرنے پر) میرے ساتھ تعاون کیا تھا، میرے لئے لازم ہے کہ میں ان کے

ساتھ تعاون کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے فلاں خاندان کے (کہ ان پر تم نوحہ کر سکتی ہو)۔ وَمِنْ ذٰلِكَ تَرْكُ الْاِحْدَادِ لِاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ فِيْ عِدَّتِهَا: ❼ ((فَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: لَمَّا اُصِيْبَ جَعْفَرٌ اَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: تَسَلَّبِيْ ثَلَاثًا، ثُمَّ اصْنَعِيْ مَاشِئْتِ)) اور انہیں میں سے اسماء بنت عمیس کا اپنی عدت میں سوگ کا ترک کرنا ہے۔ پس وہ اسماء بنت عمیس سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا: تین دن تک سوگ کرو (بناؤ سنگھار سے الگ رہو)، پھر جو چاہے کرو۔ وَبِالْجُمْلَةِ لِنَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خِيَارَاتٌ اَعْطَاهَا اللهُ اِيَّاهُ بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ؛ خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اختیارات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور کرم سے عطا فرمائے ہیں۔

اَلسُّؤَالُ 19: بَعْضُ النَّاسِ يَقُوْلُ: يَكْفِيْنَا الْقُرْآنُ فَقَطْ دُوْنَ الْحَدِيْثِ، وَالْبَعْضُ يَقُوْلُ يَكْفِيْنَا الْقُرْآنُ وَالْحَدِيْثُ فَقَطْ دُوْنَ غَيْرِهِمَا وَلَا ضَرُوْرَةَ لَنَا لِاِقْتِدَاءِ السَّلَفِ الصَّالِحِ، فَمَا حَقِيْقَةُ هٰذَا الدَّعْوٰى؟ بعض لوگ کہتے ہیں: ہمیں صرف قرآن کافی ہے، حدیث کی ضرورت نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن و حدیث کافی ہیں، ان کے علاوہ کچھ نہیں اور ہمیں سلف صالحین کی پیروی کی کوئی ضرورت نہیں، اس دعوے کی حقیقت کیا ہے؟ ص 69

اَلْجَوَابُ: «اَلسَّلَفُ الصَّالِحُ هُمُ الصَّدْرُ الْاَوَّلُ وَمَا اتَّصَلَ بِهِمْ: اَلصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ وَاَتْبَاعُهُمْ، وَسُمُّوْا سَلَفًا لِاَنَّهُمْ بِالنِّسْبَةِ لِمَنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ سَالِفُوْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ: خَالِفُوْنَ، وَسُمُّوْا بِالصَّالِحِيْنَ لِغَلَبَةِ الصَّلَاحِ عَلَيْهِمْ، وَعَلٰى زَمَانِهِمْ، وَيَغْلِبُ اِطْلَاقُ السَّلَفِ الصَّالِحِ عَلٰى اَصْحَابِ الْقُرُوْنِ الْمُفَضَّلَةِ، وَخَاصَّةً نِ الطَّبَقَتَيْنِ؛ اَلصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، وَكُلُّ طَبَقَةٍ مِّنْهُمْ يُعَظِّمُ اللَّاحِقُ مِنْهُمُ السَّابِقَ؛ سلف صالحین وہ پہلے لوگ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ان سے جڑے ہوئے ہیں: صحابہ، تابعین اور ان کے پیروکار۔ انہیں سلف کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کی بنسبت جو ان کے بعد آئے سلف (پہلے) ہیں اور وہ جو ان کے بعد آئے وہ خلف (بعد والے) ہیں اور انہیں ان پر اور ان کے زمانے پر صلاح (نیکی و دینداری) غالب ہونے کی وجہ سے صالحین کہا جاتا ہے اور سلف صالحین کا اطلاق بابرکت صدیوں والوں پر عموماً ہوتا ہے، خصوصاً دو طبقوں: صحابہ و تابعین پر اور ان میں ہر طبقہ اپنے سے پہلے والے طبقے کی تعظیم کرتا ہے۔ يَجِبُ اِتِّبَاعُ السَّلَفِ وَاقْتِدَاؤُهُمْ بِنُصُوْصِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ فَمِنْهَا: ❶ قَدْ اَوْجَبَ الْقُرْآنُ اِتِّبَاعَ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ وَلُزُوْمَ طَرِيْقَتِهِمْ، وَتَوَعَّدَ مَنْ يُخَالِفُ سَبِيْلَهُمْ بِالْعَذَابِ الْاَلِيْمِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ سلف کی پیروی اور ان کی اقتداء قرآن و سنت کے دلائل کی بنیاد پر واجب ہے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں: قرآن کریم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی پیروی اور ان کے طریقے پر چلنے کو واجب قرار دیا ہے اور جوان کے راستے کی مخالفت کرے اسے دردناک عذاب کی وعید دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور جو اس کے بعد کہ اس کے لئے ہدایت بالکل واضح ہوچکی رسول کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے" قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ: اَيْ غَيْرَ مَا هُمْ مُّسْتَمِرُّوْنَ عَلَيْهِ مِنْ عَقْدٍ وَعَمَلٍ وَهُوَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ وَاحْتَجَّ بِهِ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللهُ، وَكَانَ قَدْ سُئِلَ عَنْ دَلِيْلٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَلٰى صِحَّةِ الْاِجْمَاعِ، فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ۔ وَوَجْهُ الْاِحْتِجَاجِ هُوَ اَنَّ اللهَ تَعَالٰى اَوْعَدَ عَلَى اتِّبَاعِ غَيْرِ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا اَوْعَدَ عَلٰى مُشَاقَّةِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَسَوّٰى بَيْنَ مُخَالَفَةِ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَيْنَ مُشَاقَّةِ الرَّسُوْلِ بَعْدَ تَبَيُّنِ الْهُدٰى؛ مفسرین نے اس کی تفسیر میں فرمایا: یعنی وہ جو عقیدہ و عمل کے اس سیدھے دین پر نہیں ہے جس پر صحابہ قائم تھے اور اس آیت سے امام شافعی رحمہ اللہ نے اجماع کی صحت پر استدلال کیا جبکہ اُن سے کتاب اللہ سے اجماع پر دلیل پوچھی گئی تو انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے راستے کے خلاف چلنے پر ایسی ہی وعید سنائی جیسی رسول کی مخالفت پر، پس اللہ نے مؤمنوں کے راستے کی مخالفت اور ہدایت کے واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کو برابر قرار دیا۔

❷ وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ هٰذَا دَلِيْلٌ صَرِيْحٌ فِيْ اَنَّ

الَّذِیْ کَانَ عَلَیْہِ الصَّحَابَۃُ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ ھُوَ الْھُدٰی وَالْحَقُّ، وَمَنِ اھْتَدٰی بِہٖ فَاِنَّہٗ عَلٰی ھُدًی وَعَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ۔ فَالصَّحَابَۃُ ھُمُ الْمَعْنِیُّوْنَ بِمَا فِی الْاٰیَۃِ اَوَّلًا، ثُمَّ مَنْ سَارَ عَلٰی دَرْبِھِمْ وَاقْتَدٰی بِھِمْ مِنْ بَعْدِھِمْ ثَانِیًا؛ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لے آئیں جیسا تم ایمان لائے ہو جب تو وہ ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ صرف مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ تو اے حبیب! عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کافی ہوگا اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔ یہ اس بات میں صریح دلیل ہے کہ جس طریقے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تھے، وہی ہدایت اور حق ہے اور جو ان کے طریقے پر چلا، وہی ہدایت اور سیدھے راستے پر ہے۔ پس آیت میں **اوّلًا** صحابہ کرام ہی مراد ہیں، پھر **ثانیاً** ان کے بعد جو ان کے نقش قدم پر چلے اور ان کی پیروی کی۔ ❸ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی: ﴿قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ﴾ وَالصَّحَابَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ھُمْ اَوَّلُ اَتْبَاعِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَھُمْ عَلٰی سَبِیْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَ اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ؛ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "تم فرماؤ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اور میری پیروی کرنے والے کامل بصیرت پر ہیں اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور میں شرک کرنے والا نہیں ہوں" اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے پیروکار ہیں، پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر ہیں اور بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ❹ ثَنَاءُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْھِمْ وَرِضَاہُ عَنْھُمْ، بِقَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰىھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾ اللہ عزوجل کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف فرمانا اور ان سے اپنی رضا کا اظہار فرمانا ہے، اللہ عزوجل کے اس فرمان سے: "محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا، اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں، ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہے۔ یہ ان کی صفت تورات میں (مذکور) ہے اور ان کی صفت انجیل میں (مذکور) ہے۔ (ان کی صفت ایسے ہے) جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی باریک سی کونپل نکالی پھر اسے طاقت دی پھر وہ موٹی ہوگئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی، کسانوں کو اچھی لگتی ہے (اللہ نے مسلمانوں کی یہ شان اس لئے بڑھائی) تاکہ ان سے کافروں کے دل جلائے۔ اللہ نے ان میں سے ایمان والوں اور اچھے کام کرنے والوں سے بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے" وَبِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ﴾ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے: اور بیشک مہاجرین اور انصار میں سے سابقین اولین اور دوسرے وہ جو بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں ان سب سے اللہ راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہیں اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔ وَبِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: ﴿فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا﴾ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے: اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرما دیا اور مسلمان اس کلمہ کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

❺ وَتَزْکِیَۃُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَھُمْ، فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا تزکیہ فرمانا ہے (صحابہ کی اصلاح کرنا ہے)، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے بہترین میرے دور کے لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) ہیں، پھر وہ جو ان کے ساتھ (کے دور کے) ہوں گے (تابعین)، پھر وہ جو ان کے ساتھ (کے دور کے) ہوں گے (تبع تابعین)۔ فَھٰذِہِ الْاٰیَاتُ وَالْاَحَادِیْثُ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّھُمْ عَلٰی ھُدًی وَخَیْرٍ وَاَنَّھُمْ اَھْلٌ لِلْاِقْتِدَاءِ وَالْاِتِّبَاعِ وَمَنْ کَانَ جَاھِلًا بِعَمَلِ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَفِقْھِھِمْ، کَثُرَ خَطَؤُہٗ، وَجَاءَ بِشُذُوْذِ الْاَقْوَالِ، وَلَوْ کَانَ مَعَہٗ ظَاھِرُ الْحَدِیْثِ؛ قَالَ سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَۃَ: «اَلْحَدِیْثُ مَضَلَّۃٌ اِلَّا لِلْفُقَھَاءِ» پس یہ آیات اور احادیث اس بات پر دلیل ہیں کہ صحابۂ کرام ہدایت و خیر پر ہیں اور وہ اتباع و اقتداء کے لائق ہیں اور جو شخص پہلے دور کے لوگوں کے عمل اور ان کے فہم سے جاہل ہو اور اس

سے زیادہ غلطیاں سرزد ہوں اور وہ شاذ اقوال لے آئے، خواہ اس کے پاس حدیث کا ظاہر ہی کیوں نہ ہو، تو حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا: حدیث گمراہی کا باعث بن سکتی ہے، مگر فقہاء کیلئے نہیں۔ وَقَدْ بَيَّنَ ابْنُ اَبِيْ زَيْدٍ مَعْنٰى ذٰلِكَ: «يُرِيْدُ: اَنَّ غَيْرَهُمْ قَدْ يَحْمِلُ شَيْئًا عَلٰى ظَاهِرِهٖ، وَلَهٗ تَاْوِيْلٌ مِنْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ، اَوْ دَلِيْلٍ يَخْفٰى عَلَيْهِ، اَوْ مَتْرُوْكٍ وَجَبَ تَرْكُهٗ غَيْرَ شَيْءٍ مِمَّا لَا يَقُوْمُ بِهٖ اِلَّا مَنِ اسْتَبْحَرَ وَتَفَقَّهَ، وَمِنْ هٰذَا قَوْلُ ابْنِ وَهْبٍ: كُلُّ صَاحِبِ حَدِيْثٍ لَيْسَ لَهٗ اِمَامٌ فِي الْفِقْهِ، فَهُوَ ضَالٌّ، وَلَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ اَنْقَذَنَا بِمَالِكٍ وَاللَّيْثِ، لَضَلَلْنَا؛ ابن ابی زید نے اس کا مفہوم بیان کیا: مطلب یہ کہ غیر فقیہ شخص کسی حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کرسکتا ہے، حالانکہ اس کی تاویل کسی اور حدیث سے یا ایسی دلیل سے ہو جو اس پر مخفی ہو یا وہ (کسی حدیث کو ایسی) حدیثِ متروک پر محمول کرسکتا ہے کہ جس کا ترک واجب ہوتا ہے اور ان سب امور کو وہی سمجھ سکتا ہے جو علم میں راسخ اور فقہ میں ماہر ہو۔ اسی طرح ابن وہب کا قول ہے: ہر وہ شخص جو صرف حدیث کا علم رکھتا ہو لیکن فقہ میں اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ گمراہ ہے، اگر اللہ ہمیں امام مالک و لیث کے ذریعے نہ بچاتا تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ وَرُبَّمَا اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ عَلٰى تَرْكِ الْعَمَلِ بِحَدِيْثٍ، وَهُوَ صَحِيْحٌ؛ لِاَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ سَبَبًا مَشْرُوْعًا لِتَرْكِ الْعَمَلِ وَاِنْ لَمْ يُبَيِّنُوْهُ؛ فَصَارَ مُجَرَّدُ تَرْكِهِمْ دَلِيْلًا مُسْتَقِلًّا فِيْ ذَاتِهٖ عَلَى التَّرْكِ، لَا اَنَّ تَرْكَهُمْ لِذَاتِهٖ اَفْضَلُ مِنَ الْحَدِيْثِ لِذَاتِهٖ» فَلَا يُمْكِنُ اَنْ يَجْتَمِعُوْا عَلٰى تَرْكِ سُنَّةٍ وَلَا اَنْ يَجْتَمِعُوْا عَلٰى فِعْلِ خَطَاٍ؛ بسااوقات صحابۂ کرام اور تابعین کسی حدیثِ صحیح پر عمل نہ کرنے پر اجماع کرتے ہیں، کیونکہ وہ ترکِ عمل کے شرعی سبب کو جانتے ہیں، اگرچہ وہ اسے بیان نہ کریں، تو ان کا فقط ترک کرنا بذات خود ترکِ حدیث پر مستقل دلیل بن جاتا ہے، نہ کہ ان کا بذاتِ خود ترک کرنا ذاتِ حدیث سے افضل ہے، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ وہ کسی سنت کے چھوڑنے پر متفق ہو جائیں اور نہ یہ ممکن ہے کہ کسی غلط کام پر سب جمع ہو جائیں۔ وَقَدْ قَالَ اِبْنُ اَبِيْ زَيْدٍ فِيْ "جَامِعِهٖ": وَالتَّسْلِيْمُ لِلسُّنَنِ لَا تُعَارَضُ بِرَاْيٍ، وَلَا تُدَافَعُ بِقِيَاسٍ، وَمَا تَاَوَّلَهٗ مِنْهَا السَّلَفُ الصَّالِحُ تَاَوَّلْنَاهُ، وَمَا عَمِلُوْا بِهٖ عَمِلْنَاهُ، وَمَا تَرَكُوْهُ تَرَكْنَاهُ، وَيَسَعُنَا اَنْ نُمْسِكَ عَمَّا اَمْسَكُوْا، وَنَتَّبِعَهُمْ فِيْمَا بَيَّنُوْا، وَنَقْتَدِيَ بِهِمْ فِيْمَا اسْتَنْبَطُوْهُ وَرَاَوْهُ فِي الْحَوَادِثِ، وَلَا نَخْرُجَ عَنْ جَمَاعَتِهِمْ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ اَوْ فِيْ تَاْوِيْلِهٖ» ابن ابی زید نے اپنی کتاب "الجامع" میں کہا: "سنتوں کو تسلیم کرنا ضروری ہے، نہ انہیں کسی رائے سے ٹکرایا جاسکتا ہے، نہ کسی قیاس سے روکا جا سکتا ہے اور جس سنت کی سلف صالحین نے تاویل کی، ہم بھی وہی تاویل کریں گے، جس پر انہوں نے عمل کیا، ہم بھی عمل کریں گے، جس کو انہوں نے چھوڑا، ہم بھی اسے چھوڑیں گے، ہمیں بھی وہی بات روک سکتی ہے جس سے وہ رکے اور جس کو انہوں نے واضح کیا اس میں ہم ان کی پیروی کریں گے اور ان مسائل میں جو انہوں نے نکالے اور واقعات میں جن کا مشاہدہ کیا ہم ان کی اقتداء کریں گے اور جن مسائل میں انہوں نے اختلاف کیا یا کسی بات کی تاویل کی، ان میں ہم ان کی جماعت سے باہر نہیں ہوں گے۔

وَبِالْجُمْلَةِ فِيْ اِتِّبَاعِ السَّلَفِ الصَّالِحِ النَّجَاةُ وَهُمُ الْقُدْوَةُ فِيْ تَاْوِيْلِ مَا تَاَوَّلُوْهُ وَاسْتِخْرَاجِ مَا اسْتَنْبَطُوْهُ۔ وَقَدْ عَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِبَادَهٗ دُعَاءَ الْهِدَايَةِ اِلٰى صِرَاطِ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمْ وَهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاءُ وَالصَّالِحُوْنَ. فَاَمَرَ اللّٰهُ اِيَّانَا اَنْ نَدْعُوَ هٰكَذَا: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ وَبَيَّنَ الْمُنْعَمَ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهٖ: ﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ﴾ خلاصہ یہ ہے کہ سلف صالحین کی پیروی میں ہی نجات ہے اور انہوں نے جس کی تاویل کی اس کی تاویل میں اور جس کا استنباط کیا اس کے استنباط میں وہی رہنما ہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو انعام یافتہ لوگوں کے راستے کی طرف رہنمائی کی دعا سکھائی جوکہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ چنانچہ اللہ نے ہمیں اس طرح دعا کرنے کا حکم دیا: "ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا" اور جن پر انعام ہوا انہیں اپنے اس قول سے بیان فرمایا: "جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین"

رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمُ الْعَمَلَ بِالْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَاقْتِدَاءَ السَّلَفِ الصَّالِحِيْنَ، وَعَافَانَا عَنْ مَنْهَجِ الضَّالِّيْنَ آمِيْنَ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ؛ اللہ ہمیں اور آپ کو قرآن و سنت پر عمل کرنے، سلف صالحین کی اقتداء کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہوں کے راستے سے ہمیں بچائے۔ (اے تمام جہان والوں کے پالنے والے! ایسا ہی ہو)۔

محمد زاہد مسعود عفی عنہ دنیاپور